کامیابی حاصل کرنے کی کتابوں کا سلسلہ نمبر اول

مجو سعادت طالع دمے کہ فرصت رفت
چو سر بریدہ شود سایہ ہما چہ کند

عین موقعہ پر
یا
حسن اتفاق



جو امریکہ کے نامور مصنف ڈاکٹر مارڈن صاحب کے

رسالہ "اپارچونیٹی" سے

کارخانہ پیسہ اخبار میں اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا

بار دوم سنہ ۱۹۲۳ء میں

خادم التعلیم برقی پریس لاہور میں باہتمام میاں عبدالمجید پرنٹر طبع ہوا

باب اوّل

موقع یا وقت۔ کیا تم اسکے لئے تیار ہو؟

لیسیفس کا بُت

زمانہ قدیم میں یونانی علم الاصنام کے ماہر کامل تھے وہ ہر چیز کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اظہار تصویر یا مجسمہ کے ذریعہ کیا کرتے تھے۔ سکندر اعظم کے زمانہ میں لیسیفس سنگتراش نے وقت کا بُت بنایا۔ اگرچہ وہ بُت ہم نہیں دیکھ سکے۔ مگر کالی سٹریٹس نے اس کی حسب ذیل شباہت بیان کی ہے:۔

وقت یا موقع، ایک لڑکا تھا۔ نہایت خوبصورت جوان اُس کے بال بکھرے ہوئے گویا ہوائیں لہرا رہے ہیں۔ ڈائنا [illegible] کی طرح پیشانی چمکدار۔ رخسار عنفوان شباب سے سرخ۔ اپنے تیز رفتار پروں والے پاؤں کے پنجوں کے بل ایک قبہ پر کھڑا تھا۔ گویا کہ بھاگنے کو تیار ہے۔ اس کے بال ابروؤں سے لٹوں کی صورت لٹک رہے تھے۔ جو آسانی کے ساتھ پکڑے جا سکتے تھے۔ مگر اس کی گدی پر کوئی بال نہ تھا۔ اور جب ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جاتا۔ پھر اس کا قابو آنا ناممکن تھا۔

ایک یونانی شاعر نے اس بُت کی ایک تشبیہ دیکھی۔ جس کے ہاتھ میں استرا تھا۔ جس کی حقیقت وہ ذیل کے مکالمہ میں بیان کرتا ہے:۔

سوال۔ تو کون ہے؟

جواب۔ میں وقت ہوں۔ سب پر غالب۔

سوال ۔ تو اپنے انگوٹھوں کے بل کیوں کھڑا ہے ؟
جواب ۔ میں ہمیشہ ہوا سے باتیں کرتا ہوں ۔
سوال ۔ تیرے ہر پاؤں پر یہ دو پر کیوں ہیں ؟
جواب ۔ میں ہوا کے ساتھ اُڑتا ہوں ۔
سوال ۔ تیرے ہاتھ میں یہ اُسترا کیوں ہے ؟
جواب ۔ یہ لوگوں کے لئے ایک اشارہ ہے ۔ کہ ہر دھار سے میں تیز تر ہوں ۔
سوال ۔ مگر تیری آنکھوں پر بال کیوں ہیں ؟
جواب ۔ تاکہ مجھے پکڑ لے ۔ جو آگے سے چلے ۔
سوال ۔ تیرے سر کا پچھلا حصہ گنجا کیوں ہے ؟
جواب ۔ جب اپنے پردار پاؤں کے ساتھ ایک دفعہ نکل گیا تو مجھے کوئی پیچھے سے ہرگز نہیں پکڑ سکتا ۔
سوال ۔ تجھے کاریگر نے ایسا کیوں بنایا ؟
جواب ۔ او اجنبی ! تیری خاطر ۔ اس نے یہ سبق دروازے پر لکھ دیا ۔

حالات کا بچہ

مِتی کا قول ہے ۔ کہ آدمی ایک بڑی حد تک حالات کا بچہ ہے ۔ ہم ایک شخص کی طاقت اور اس کی قابلیت کا جس طرح چاہیں اندازہ کریں ۔ مگر نتیجہ کے لئے ایک اور امر ضروری ہے ۔ یعنی حالات کی اہمیت جس کو ہم ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتے ۔

اس مشہور عالم مضمون نویس کے مطالب کی ایک واقعہ سے تشریح کرتا ہوں ۔ جو جارج چہارم کے عہد میں وقوع پذیر ہوا ۔ ایک

دیہاتی ڈاکٹر کو ایک دفعہ ایوانِ شاہی میں ایسے وقت داخل ہونے کا اتفاق ہوا۔ جبکہ بادشاہ پر غشی کا عالم طاری تھا۔ یہ اتفاقیہ مہمان اس کا قصد کر کے اس کو ہوش میں لایا۔ بذلہ سنجی ظرافت سے شکستہ دل آقا کو خوش کیا۔ اور اپنی باتوں سے ہنسایا۔ بادشاہ اس سے خوش ہوا۔ اور اُسے اپنا طبیب مقرر کر دیا۔ اس طرح اس ڈاکٹر کی قسمت کھل گئی۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ کئی آدمی ایسے ہوں گے۔ جو اس پیشہ میں ویسے ہی ماہر ہوں گے۔ مگر ان کو ایسے نازک وقت میں محلِ شاہی میں آنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس واحد موقع سے اس کو خاص امتیاز حاصل ہو گیا۔ لیکن یہ امر قابلِ لحاظ ہے۔ کہ اس کی ڈاکٹری کی تعلیم کے ساتھ قابلیت ضروری تھی۔ اگر وہ موقع سے فائدہ اٹھانے کا اہل نہ ہوتا۔ تو اعلیٰ طبقہ میں اس کی بے علمی اور ناقابلیت کا چرچا ہو جاتا۔ اور یہ موقع اس کے لئے بے سُود ثابت ہوتا۔

اس کی تشریح اول بل کی مشہور و معروف داستان سے بھی کی جاتی ہے۔ یہ مشہور ربابی کئی سال تک رباب نوازی کی مشق کرتا رہا۔ اور اس فن میں اس کو ید طولےٰ حاصل ہو گیا۔ مگر وہ ابھی گمنام تھا۔ اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ کہ وہ ایک ماہرِ فنِ ربابی ہے۔ آخر اس کو اس طرح موقعہ مل گیا۔ کہ مشہور مطربہ میلی بران ایک دفعہ اس کھڑکی کے نیچے سے گذری۔ جہاں یہ ناروے سے آیا ہوا نوجوان رباب بجا رہا تھا۔ اس مطربہ نے محسوس کیا۔ کہ مَیں نے ایسا دلکش رباب آج تک نہیں سُنا۔ اس نے اس اجنبی نوجوان کا نام دریافت کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک ناچ کے موقعہ پر میلی بران کی اپنے مینیجر سے اچانک ناراضگی ہو گئی۔ چنانچہ شائقین کی ضیافت طبع کے لئے اول بل کو بلایا گیا۔ اس نے ایسی خوش اسلوبی سے رباب بجایا۔ کہ وہ عالمِ موسیقی میں

معزز و ممتاز ہو گیا۔

اسی ذیل میں ایک حکایت قابل ذکر ہے۔ جس کو جارج کارسی انگلسٹن نے نہایت قابلیت سے بیان کیا ہے۔ ایک خدمتگار لڑکا این ٹونیو جو کہ بساط کی دکان پر نہ صرف کبھی کبھی پتھر ہی کاٹتا تھا۔ بلکہ اس نے اوزاروں کے استعمال میں خوب مہارت حاصل کی۔ وہ سِنگور فلیزو کے محل میں خدمتگاری کا کام کرتا تھا۔ اور بالکل گمنام تھا۔ ایک دفعہ اس کے آقا نے اپنے دوستوں کو ضیافت پر مدعو کیا۔ وہ مکلّف چیز جو باورچی نے میز کے اوپر کھانوں کے درمیان رکھنے کے لئے تیار کی تھی۔ بناتے وقت خراب ہو گئی۔ اس وقت اس سنگ تراش لڑکے نے اس چیز کو درست کرنے کی درخواست کی۔ اور مکھن کی ایک مقدار لے کر اس نے جلد جلد ایک بڑا سا دراتو شیر بنایا۔ چنانچہ اس کو میز پر رکھا گیا۔ اس موقع پر ضیافت میں تجار اور ذی اقتدار مہمان شامل تھے۔ ان میں چند فنِ صناعی کے ماہر تھے۔ جب ان کی نظر مکھن کے شیر پر پڑی۔ نہایت خوش ہوئے۔ اور اپنے میزبان سے اس کے بنانیوالے کا نام پوچھا۔ جب باورچی نے سارا ماجرا سنایا۔ تو میزبان نے کہا۔ کہ وہ این ٹونیو کو تعلیم دستکاری حاصل کرنے کے لئے اپنے پاس سے خرچ دے گا۔ آخر کار وہ خدمتگار لڑکا جو اس موقع کے لئے تیار تھا۔ اس وقت دستکاری کی تاریخ میں کونوا کے نام سے مشہور ہے۔ اور قابل ترین سنگ تراشوں میں شامل ہوتا ہے۔

پانچ ڈالر پر پروفیسر سارجنٹ

ہارورڈ یونیورسٹی کے جیم خانہ (ورزش کا اکھاڑہ) نئے ڈاکٹر کرٹ پروفیسر سارجنٹ کے خیال میں موقع ایک بڑی چیز تھا۔ یہ اس وقت

کی بات ہے۔ جبکہ وہ بوڈائینس کالج میں ایک گمنام طالب علم تھا۔ اور اپنی زندگی کے مہتمم بالشان کام کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے۔ پہلے سال کے دوران میں جبکہ جیم خانہ کے فرائض ادا کرنے اور کالج میں داخل ہونے کی تیاری کرتا تھا۔ میں نے کامیابی کا راستہ معلوم کیا۔ ۱۸۷۱ء میں بوڈائینس کی ورزشی جماعت میں داخل ہو کر دو سال بعد جیم خانہ کا چارج لیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتا گیا۔ ۱۸۷۵ء میں گریجوایٹ ہوا۔ یہاں مجھ کو ایجاد کا پہلے پہل شوق ہوا۔ سامان بھاری اور تکلیف دہ تھا۔ نئے سامان کی ضرورت تھی۔ میں نے پھر ان چیزوں میں ردّوبدل شروع کیا۔ اور ساتھ ہی نئی چیزوں کی ایجاد میں مصروف ہوا۔ جیم خانہ میں پہلے سال کے اختتام پر ہم نے ایک نمائش منعقد کی۔ جس نے یہاں تک قبولیت حاصل کی۔ اور سابقہ سامان کی نسبت اس قدر شہرت پائی۔ کہ میری تنخواہ میں نہایت ہی معقول اضافہ ہو گیا۔ دوسرے سال بوڈائن میں میری کارگذاری کی بدولت مجھ کو ییل یونیورسٹی میں ساٹھ ڈالر ہفتہ کے حساب سے طلب کیا گیا۔ یہاں تک بیان کر کے پروفیسر نے میرے راوی کو کہا۔ کہ "موقع کو قابو کر لینا نہایت ہی ضروری ہے۔ خواہ تنخواہ کتنی ہی قلیل اور غیر مکتفی کیوں نہ ہو۔ ہمارے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ یہ ان کی خدمات کی قیمت نہیں۔ بلکہ موقع کی ہے۔ جو ظہور پذیر ہوا۔"

بہت سے نوجوان پانچ ڈالر ہفتہ جن کو میں نے منظور کیا۔ بدیں خیال لینے سے انکار کر دیں گے۔ کہ ان کے کام کی قیمت زیادہ ہے مگر بوڈائن اور پانچ ڈالر ہفتہ نے ییل اور ساٹھ ڈالر ہفتہ کے معراج پر مجھ کو پہنچایا۔ ۱۸۸۱ء میں پروفیسر سارجنٹ ییل یونیورسٹی میں جمناسٹک ماسٹر ہو گیا۔ اور آئندہ تین سال تک ییل اور بوڈائن کے جیم خانے اس کے زیر اہتمام

رہے۔ اس نے پورے بیلی کے سارے کام کا جائزہ لے لیا۔ اور اسی طرح ھارورڈ جیم خانہ کا بھی ڈائرکٹر بن گیا۔ چنانچہ اس وقت وہ ملک بھر میں اپنے محکمہ کا ایک نہایت قابل انسٹرکٹر (اتالیق) مانا جاتا ہے۔

دو ڈالر اور ایک عمدہ موقع

زندگی کے موقعوں کے لئے نوجوانوں کی تیاری کے متعلق میں ایک اور حکایت بطور مثال پیش کرتا ہوں۔ جو میں نے رفیق نوجوانان میں جان گرانٹ کی نسبت پڑھی ہے۔

جان گرانٹ آہنی ظروف کی دوکان میں دو ڈالر ہفتہ پر کام کرتا تھا۔ مالکوں نے ملازمت میں داخل ہونے کے وقت اس کو کہا۔ کہ "اس کام کے جزوی و کلی حالات سے آگاہ ہو کر اپنے آپ کو مفید بناؤ۔ اور جب تم اپنے آپ کو قابل ثابت کرو گے۔ تو ہم کسی نہ کسی طریقہ سے تمہاری خدمات کا اعتراف کریں گے" چند ہفتوں کے بعد نوجوان گرانٹ نے جو ہر چیز کو بنظر تعمق دیکھتا تھا۔ معلوم کیا۔ کہ مالک ممالک غیر کے مال درآمد کے بلوں کی خوب پڑتال کرتا ہے۔ یہ بل فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں ہوتے تھے۔ اس نے بلوں کا مطالعہ شروع کیا۔ اور تجارتی فرانسیسی اور جرمن (خاص زبان، جس میں کہ وہ لکھے ہوتے تھے۔ سیکھنے لگا۔ ایک دن جبکہ مالک کے پاس وقت بہت تھوڑا تھا۔ گرانٹ نے بلوں کی پڑتال کرنے کی درخواست کی۔ اور اس نے ایسی اچھی طرح پڑتال کی۔ کہ دوسری بار جو بل آئے۔ وہ اسی کے حوالے کئے گئے۔

ایک ماہ کے بعد ایک دن دکان کے دونوں ممبروں نے اس کو دفتر میں بلایا۔ اور بات چیت کی۔ سینیئر ممبر نے کہا۔ کہ "اس دکان کے چالیس سالہ تجربہ میں ہم نے تم کو ہی ایک ایسا لڑکا پایا ہے۔ جس نے

اس موقع کو پہچانا۔ اور اس کی قدر کی ہے۔ مسٹر ولیمز کے آنے تک یہ کام میں خود کرتا تھا۔ اور وہ اس دکان کا ایک ممبر ہی اسی وجہ سے ہوا ہے۔ کہ وہ کاروبار کے اس حصہ پر خوب توجہ دیتا تھا۔ ہم تمہیں ممالک غیر کے مال کا چارج دیتے ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ہم کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت تھی۔ جو یہ کام کرسکے۔ تم نے جو صرف بیس سال نوجوان ہو۔ اس موقع کو پہچانا۔ اور اپنے آپ کو اس کے قابل بنایا"۔

اس کی تنخواہ فی ہفتہ دس ڈالر کردی گئی۔ پانچ سال کے بعد اس کی تنخواہ اٹھارہ سو ڈالر ہو گئی۔ اور اس کو فرانس اور جرمن میں بھیجا گیا۔ اس کے مالک نے کہا "تیس برس کی عمر میں جان گرانٹ غالباً اس دکان کا ممبر ہو جائے گا۔ اس نے موقع کو پہچانا۔ اور کسی قدر ایثار کے بعد اپنے آپ کو اس کے قابل بنایا۔ اور اس کا ثمرہ حاصل کیا۔ کیونکہ اس کا پھل ہمیشہ ملتا ہے"۔

بوسٹن انڈین ریلوے کے پریذیڈنٹ ٹل کا قول ہے۔ کہ "ٹھیک کام کرنے والا لڑکا ہمیشہ منظور نظر ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ملازم رکھتے ہیں ہمیشہ نگرانی پر متعین رہنا نہیں چاہتے۔ اور یہ ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ وہ پاجی اور بیوقوف ہوں۔ اگر ایک بڑھئی کو اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کام ٹھیک ہوا ہے۔ یا نہیں۔ اپنے کاریگر کے سر پر کھڑا رہنا پڑے۔ یا ایک خزانچی کو اپنے بک کیپر کے کالموں کو الٹ پلٹ کرنا پڑے۔ تو اس حالت میں وہ کام خود ہی کر سکتا ہے۔ جن کے لئے اس نے ملازم رکھا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ مالک ایسے غلط کار ملازم سے حتی الوسع جلد نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے گا"۔

جارج ڈبلیو چائلڈز پچاس سنٹ ہفتہ پر

جب جارج ڈبلیو چائلڈز بارہ سال کا ہوا۔ وہ فلاڈیلفیا میں کام کرنے کی غرض سے گیا۔ جہاں اس کو اتنا روپیہ مل گیا۔ کہ وہ اپنے طعام اور قیام کا بندوبست کرنے کے قابل ہو گیا۔ اور ۵۰ سنٹ بچتے رہے۔ قیام اور طعام کے علاوہ اس کا سالانہ خرچ ۳۵ ڈالر تھا۔ تاہم یہ ایک موقع تھا۔ اس نے اپنے آپ کو اس کے قابل بنایا۔ اور اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اس نے کہا۔ کہ میں اتنا کام ہی نہیں کرتا تھا۔ جو کرنے کو کہا جاتا تھا۔ بلکہ جتنا مجھ سے ہو سکتا تھا۔ کرتا تھا۔ اور دل لگا کر کرتا تھا۔ میں اپنے مالک کو جتانا چاہتا تھا۔ کہ جتنی وہ مجھ سے توقع رکھتا ہے۔ اس سے میں زیادہ کارآمد ہوں۔ میں آگ جلانے کا کمرہ صاف کرنے اور جھاڑو دینے تک سے نہیں جھجکتا تھا۔ اور وہ کام کرتا تھا۔ جس کو آج کل کے نوجوان حقیر اور اس کا کرنا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ جب میں یہاں چپراسی کا کام کرتا تھا۔ میں نے کتابیں پڑھنے کا وقت نکالا۔ میں رات کو کتابوں کی بکری کا خیال رکھتا تاکہ ان کی اور دوسری چیزوں کی جو کتب فروشی کی دکان کے لئے کارآمد ہیں۔ بازاری قیمت کا حال معلوم کروں۔

میں ایک تھیٹر کے نزدیک رہتا تھا۔ بہت سے ایکٹر مجھ کو جانتے تھے۔ پس میں اگر چاہتا۔ تو اندر جا کر تماشے دیکھ سکتا تھا۔ دوسرے لڑکے ایسا کیا کرتے تھے۔ اور شاید میں بھی کرتا۔ مگر میں نے اسکو مناسب خیال نہ کیا۔ اور دل میں ٹھان لی۔ کہ ہرگز ایسا نہ کرونگا۔ اور میں نے کبھی نہ کیا۔ کسی نوجوان کو دل بہلانے کے لئے ایسا شغل اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ جو اس کے کام میں حارج ہو۔ میں اسی اصول پر کاربند رہا۔ میں ہمیشہ ہشاش بشاش رہتا۔ اپنے کام میں دلچسپی لیتا۔ اور اس کو

اچھی طرح کرسکے خوش ہوتا۔ کچھ مدت کے بعد جب مجھے پبلک لیجر کے دفتر میں
کام کرنے کی موقع ملا۔ میں نے اپنے دل میں کہا "کسی وقت میں اس
اخبار مالک ہونگا" اور میں نے کام اس طریقہ سے کیا۔ کہ جب وقت
آیا۔ تو میں اس کو خریدنے اور اس کے انتظام کے قابل ہوچکا تھا۔ اس
سے ثابت ہوگیا۔ کہ نوجوان چائلڈز نے تالیف و اشاعت کے صیغہ
میں ہر ایسے موقع کے لئے جو پیش آئے اپنے آپ کو تیار رکھنے کا خیال
ابتدا سے ہی دل میں پیدا کرلیا تھا۔ اس نے اس کام کو غور و فکر
کے بعد پسند کیا۔ اور شہر کے نوجوانوں کی طرح مختلف تفریحوں میں
دل لگا کر اپنے مقصد کو فراموش نہیں کیا۔

وہ جوان مضبوط اور خوش طبع تھا۔ اس کو کسی دوسرے مشغلہ
میں دل بہلانے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ وہ تالیف و اشاعت کے کام
کے سمجھنے اور اپنے مالک کا خیر خواہ ہونے۔ روپیہ کمانے اور بچانے کا
دانشمند تھا۔ آخری حصہ زندگی میں اس کے حیرت انگیز کام روپیہ
کی فراوانی۔ اس کا مناسب استعمال۔ اس کی عملی فیاضی۔ اس
شریف اور مفید زندگی۔ اس کے ابتدائی زندگی کے فیصلوں کی وجہ
سے تھی۔ جبکہ وہ اس موقع کے لئے تیار ہورہا تھا۔

ایک مشہور کانٹے والا

مسٹر ہربرٹ ری لینڈ کی بدولت اس وقت مقام نیویارک
(امریکہ) میں دس لاکھ مسافر ایک دن میں ادھر ادھر آتے جاتے ہیں
بہت عرصہ نہیں گذرا۔ جبکہ اس کو اس کے دوستوں نے ان مہتمم
بالشان انسانوں کے عمدہ انتظام کے باعث جو اس کی تحویل میں
تھے۔ بطور تحفہ محبت ایک لاکھ ڈالر پیش کئے۔ اس وقت بہت سے

باشندگان نیویارک کو یہ بات معلوم ہوئی جو ریلوے کے ممبروں کو مدت سے معلوم تھی۔ کہ نیویارک کے نہایت پُر ہجوم بازاروں میں بغیر کسی حادثہ یا پبلک کی تکلیف کے دس لاکھ مسافروں کی روزانہ آمدورفت اتفاقیہ نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہے ایک مکمل ٹریفک آرگنیزیشن کا جس کی اعلیٰ افسری پر ایک شخص مامور ہے۔ نہایت کم گو مگر قوی۔ اور ایک بڑے جرنیل کی قابلیت سے مشہور۔ اپنے فن کا استاد۔ اور ساتھ ہی ریلوے مسافروں کا دوست۔ اس نے بیس سال قبل سٹریٹ لینڈ تیرہ سال کا لڑکا تھا۔ اور مزدوروں کی ایک جماعت کے ساتھ شہر کی برف کی گاڑیاں لادتا تھا۔ اور جوانی کے ابتدائی دنوں میں مال کے چھکڑے چلاتا تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں جب وہ ریلوے کے محکمہ میں داخل ہوا۔ تو لنگ آئلینڈ ریلوے کی گاڑیوں میں کنکر لادا کرتا تھا۔ اس کو اس نے ایک عظیم موقع سمجھا۔ وہ ایک ریلوائی بننے کا خواہشمند تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی اس نے دل میں ٹھان لی۔ چند ماہ کے بعد اس کو ایک ڈالر روزانہ پر ریل کی سڑک اور بند ملاحظہ کرنے کے کام پر لگایا گیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اس وقت میں نے محسوس کیا۔ کہ اب میں کارپوریشن کی پریزیڈنسی کے زینہ پر پہنچ گیا ہوں۔ پھر اس کو کانٹے پر لگایا گیا۔ بلوسوک کا سٹیشن نزدیک تھا۔ اس نے وہاں کے عہدیداروں سے واقفیت پیدا کی۔ اور ان سے کہا۔ کہ جب میں کانٹے کے کام سے فارغ ہوں۔ تو تحریر کے کام میں مدد دینے کو تیار ہوں۔ اسی بات کی ان کو ضرورت تھی۔ اور اسی کی اس کو حاجت تھی۔ کیونکہ اس نے ریلوے کے نظام پوری مہارت اور قابلیت حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اس چھوٹے سے سٹیشن پر میں رات کے

گیارہ بارہ بجے تک کام کرتا تھا۔ گاڑیوں کی آمدنی اور خرچ۔ انجنوں کی قیمت اور محصول۔ تمام قسم کے کرائے اور مسافروں کی فہرستوں کے متعلق اعداد درج کیا کرتا تھا۔ اس کام کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ میں ریلوے کی جزوی و کلی کیفیت سے آگاہ ہو گیا۔ اور یہ آگاہی بہت تھوڑے ممبروں کو حاصل تھی۔ میں نے کسی نہ کسی طرح محکمہ کی ہر برانچ کا علم حاصل کر لیا۔ اگرچہ کانٹے کا کام عارضی زیر تعمیر ٹرین سے متعلق تھا۔ اور جب کام ختم ہو گیا۔ اس کو برخاست کر دیا گیا۔ مگر یہ اس کے لئے ایک موقع تھا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ یہ بات میرے حسب حال نہ تھی۔ میں سٹرک کے ایک افسر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ میں لونگ آئیلینڈ ریل روڈ کمپنی کا ملازم رہنا چاہتا ہوں۔ آپ جو آسامی چاہیں۔ مرحمت کریں۔ میں آپ کا ازبس ممنون و مشکور ہوں گا اس نے پہلے انکار کر دیا۔ مگر پھر کہا۔ کہ اگر تم کسی اور ڈویژن میں جانا چاہو۔ اور گاڑیوں کو صاف کرنے کا کام منظور کرو۔ تو میں تم کو ملازم رکھ سکتا ہوں۔ میں نے اس کو فوراً منظور کر لیا۔ اور اس طرح ایک اور ضروری ریلوے صیغہ کی کیفیت معلوم کرنے کا موقع مل گیا۔ چند روز کے بعد انہوں نے مجھ کو ڈاک گاڑی پر جو ہمپ سٹیڈ کی طرف جاتی ہے۔ بریک مین بنا دیا۔ اس وقت میں نے معلوم کیا۔ اب میں کسی قابل ہوا ہوں۔ دو سال کی ریلوے ٹریننگ کے بعد مجھے چالیس ڈالر ماہوار ملنے لگے۔ اٹھارہ ڈالر میں طعام اور قیام کے لئے خرچ کرتا۔ اور بیس ڈالر اپنی ماں اور بہن کو اپنے وطن بھیجتا۔

ری لینڈ کے ہمراہیوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ایک عالی خیال نوجوان ہے۔ اور ریلوے کا پریزیڈنٹ بننا چاہتا ہے۔ چنانچہ لڑکے اس کو پریزیڈنٹ ری لینڈ کے نام سے پکارتے تھے۔ اس کو کہنا

گیا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ تم کنڈکٹر ہو جاؤ۔ مگر اس سے آگے ترقی کی گنجائش نہیں۔ جب وہ کنڈکٹر ہوا۔ تو اس کو کئی بریک مینوں پر۔ جن کی میعاد ملازمت اس سے زیادہ تھی۔ بوجہ قابلیت ترجیح دی گئی۔ مگر ایک دن حادثہ ہو گیا۔ جس کے لئے وہ اور انجنیر جواب دہ تھے۔ انہوں نے اپنی ذمہ واری کو تسلیم کیا۔ اور برخاست کر دئے گئے۔

مسٹر ری لینڈ کہتا ہے۔ کہ میں پھر سپرنٹنڈنٹ کے پاس گیا۔ اور بحالی کے لئے نہایت منت سماجت کی۔ جس پر اس نے مجھ کو پھر بریک مینوں میں واپس کر دیا۔ میں نے کوئی شکایت نہ کی۔ بلکہ اپنی غلطی کا خمیازہ بخوشی تمام بھگتا۔ چند روز بعد ریلوے کا اہتمام دوسرے اشخاص کے سپرد ہوا۔ منیجروں نے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ ری لینڈ ایک غیر معمولی قابلیت کا آدمی ہے۔ اور اس بات کی آزمائش جلد ہی ہو گئی۔

جب ریلوے ملازمین میں پھر تبادلہ ہوا۔ تو یہ معلوم ہوا۔ کہ جنرل منیجر جو ریلوے کی کیفیات کو نہیں سمجھتا۔ اپنا کام بخوش اسلوبی چلانے کے لئے مسٹر ری لینڈ سے مدد لیتا ہے۔ اس کے بعد جب اعلیٰ حکام کو اس کا ذاتی علم ہوا۔ اور اس کا کام دیکھا۔ تو مسٹر ری لینڈ کی ذات میں ایک ایسا آدمی معلوم کیا گیا۔ جس کی نیویارک کی مسٹروپلین سٹریٹ ریلوے کے انتظام کے لئے سخت ضرورت تھی۔ اس عالیشان کام کے حق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ موقع اور قابلیت موجود تھی۔ اور مسٹر ری لینڈ میں یہ بات پائی جاتی تھی۔ جس کو اس نے بعد میں درجہ تکمیل پہنچا دیا۔ ایک تازہ تقریر میں مسٹر ری لینڈ نے کہا۔ میرے خیال میں کوئی اتفاقی حالت ایک شخص کو جس کے پاس صحت قابلیت اور دیانت ہمیشہ کے لئے بیکار نہیں کر سکتی" تم اس کے عارضی طور سے

مزاحم ہو سکتے ہو۔ یا اس کی ترقی کی راہ کو زیادہ مشکل بنا سکتے ہو۔ مگر تم اس کو روک نہیں سکتے۔ اس عام دنیا میں کوئی ایسا کارخانہ نہیں۔ جو قابل اشخاص کی تلاش میں نہ ہو۔ زمانے کو اس وقت بھلے لوگوں کی۔ مضبوط آدمیوں کی۔ اور ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے قابل اشخاص کی ضرورت ہے۔ اور جو لوگ ان اوصاف سے متصف ہیں۔ ان کے حاصل کرنے کے لئے سخت معرکے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔

باب دوم

مالک کیا کہتے ہیں؟

فی زمانہ مالکوں میں یہ بات عام طور پر مشہور ہے۔ کہ نوجوان جو ان کے پاس کام کرنے کی خاطر آتے ہیں۔ ان مواقع کے لئے جو اس سے متعلق پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں وہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ تیار نہیں ہوتے۔ تو جس وقت موقع پیش ہوتا ہے۔ وہ ایسی بات حاصل نہیں کر سکتے۔ جس کو بصورت دیگر نہایت آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اسرائیل کی ضرب المثل ہے۔ کہ زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کا راز یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے موقع کے لئے جو پیش آئے۔ تیار ہو۔ اور مجھ کو یاد ہے۔ کہ میں نے کپتان لیڈن کی تحریروں میں پڑھا ہے۔ کہ جو کچھ ہم بڑے بڑے موقعوں پر کرتے ہیں۔ اس کا دار و مدار ہماری سابق وحال کی قابلیت پر ہوتا ہے۔

یا تو خود بنا یا کبھی نہ بنا

بہت سے جوانوں کے متعلق یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ ہر شخص

کے اندر اتنی قابلیت موجود ہے۔ جو وقت پر کسی کام کے انجام دینے پر صرف کرتا ہے"۔ اگر وہ کم لیاقت اور ادنی خیالات کا ہے۔ اور اپنے آپ کو اعلیٰ مدارج کے لئے تیار کرنے کی جدوجہد نہیں کرتا۔ تو وہ کبھی بھی بلند مرتبہ پر نہیں پہنچے گا۔ اگر مسٹر رہی لینڈ کا اوائل عمر میں ہی یہ خیال ہوتا۔ کہ چھکڑے چلائے گا۔ تو یہ بات تو اس کو دس سال کی عمر میں ہی حاصل ہو گئی تھی۔ اگر اس کی خواہش برف کی گاڑیاں لادنے کی ہوتی۔ تو تیرہ سال کی عمر میں وہ یہ کام کر رہا تھا۔ اگر اس کی خواہش ریلوے پر کانٹا بردار بننے کی ہوتی۔ اور یہی اس کا منتہائے مقصود ہوتا۔ تو یہ بات تو اٹھارہ سال کی عمر میں اس کو حاصل ہو چکی تھی۔ اگر بریک مین یا کنڈکٹر سے آگے بڑھنے کا خیال نہ ہوتا۔ تو ابتدائی عمر میں ہی وہ ان اسامیوں پر مامور ہو چکا تھا۔ مگر برخلاف اس کے مسٹر رہی لینڈ وہ آدمی تھا جس کے اندر یہ خیال بھرا ہوا تھا۔ کہ ریلوے سے وہ زندگی کا موقع حاصل کرے گا۔ وہ رات کو کنٹرکشن ٹرین پر کنکر لادنے کیلئے مزدور بننے پر تیار تھا۔ وہ کانٹا بردار کا کام کرنے پر آمادہ تھا۔ وہ گاڑیوں کو صاف کرنے اور جھاڑو دینے پر مستعد تھا۔ وہ کام سیکھنے کے لئے ہر ایک حیثیت میں داخل ہونے کو کمربستہ تھا۔ چنانچہ اس نے کام سیکھا۔ اور موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

موقع کا انتظار مت کرو

خود موقع پیدا کرو۔ جس طرح من کالنس نے جنگل میں کاٹھ کی کٹیا میں کیا۔ ہاں! جیسے ہنری ولسن نے کھیت پر شام کی اوقات میں پیدا کیا۔ اس نے ان وقتوں میں ہزارہاں کتابیں پڑھ چھوڑیں۔ اور ہمسایہ کے لڑکوں نے اپنی شاموں کو یونہی ضایع کیا۔ موقع پیدا کرو۔ جیسے

گڈریئے کے لڑکے فرگوسن نے اپنا موقع پیدا کیا۔ وہ تسبیح لئے ستاروں کا حساب لگاتا رہا۔ موقع پیدا کرو۔ جس طرح سٹیفنسن نے پیدا کیا۔ کہ کانوں میں کوئلہ کے چھکڑوں کے پہلوؤں پر کھریا مٹی کے ایک ٹکڑے سے ریاضی کے اصولوں کا ماسٹر بن گیا۔ موقع پیدا کرو۔ جس طرح ڈوگلس نے پیدا کیا۔ اس نے کاغذ کے ٹکڑوں اور اشتہاروں میں پڑھنا سیکھ لیا۔ موقع پیدا کرو۔ جس طرح نپولین نے سینکڑوں حالتیں بدل کر پیدا کیا۔ موقع پیدا کرو۔ جس طرح بہری گونگی ہیلن کیلر پیدا کر رہی ہے۔ موقع پیدا کرو۔ جس طرح کہ ہر ایسے آدمی کو کرنا چاہئے۔ جو کوئی چیز محنت سے پوری کرنا چاہتا ہے۔ کاہل کے سامنے سنہری مواقع کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور اگر تم تیار نہ ہو۔ تو عظیم تریں موقع تمہارے لئے کچھ نہیں۔ اگر کوئی اعلیٰ رتبہ پر پہنچتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ برسوں سے اس کے لئے تیاری کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ حالات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

اسکن کا قول ہے۔ کہ "جوانی کا تمام زمانہ ضابطہ۔ تربیت تعلیم کے لئے لابدی ہے"۔ اس کا کوئی وقت ایسا نہیں۔ جو قسمت کے ساتھ متحرک نہ ہو۔ اس کا کوئی لمحہ ایسا نہیں۔ جو ایک دفعہ گذر جائے۔ اور پھر مقررہ کام ہو سکے۔ یا واپس آ سکے۔

خود تربیتی

سینٹ برنڈ کا قول ہے۔ کہ "مجھ کو میرے سوائے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی جو نقصان میں اٹھاتا ہوں۔ اس کا باعث میں خود ہوتا ہوں۔ اور میں اصلی طور سے کبھی گھاٹے میں نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ میری اپنی خطائیں میرے لئے مضر رساں ہوں"۔

ایک بڑے مدبر کا قول ہے۔ کہ قابلیت کو موقع کی کمی نہیں۔ یہ چھپی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ بہت سے لوگ جو اس کے روزانہ مصرف کے خواہاں ہیں۔ اس کی جستجو میں رہتے ہیں" جو شخص مکان بنانا۔ کھیت لگانا۔ کان کھودنا۔ تکلیف سے راحت پانا۔ قانون کی برتری قائم رکھنا یا پرُمنفعت زندگی کا کوئی مرحلہ طے کرنا چاہتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی نہایت سرگرمی سے تلاش کرتا ہے۔ جو اس کو مدد دینے کے قابل ہوں" اس تلاش کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان لوگوں کی تعداد کا پتہ لگایا جائے۔ جو دنیا میں ان تمام پیشوں اور کاموں میں مصروف ہیں۔

ایسی تلاش سے قابلیت کی کوئی صورت مخفی نہیں رہ سکتی۔ اگر صاحب لیاقت اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا چاہے۔ کہ وہ اپنی قابلیت سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ جن کو اس کی ضرورت ہے۔ پس کامیاب بننے کے لئے اپنے آپ کو کسی پیشے کے بخوبی قابل بنانا ضروری ہے" ہر شخص قدرتی طور سے کوئی نہ کوئی مذاق رکھتا ہے" فی زمانہ ایسی تعلیم جس سے قدرتی مذاق کو نشوونما حاصل ہو۔ ہر نوجوان حاصل کر سکتا ہے۔ "ترقی و معاش کی راہوں کی انتظاری میں وقت صرف کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ دوسرے لوگوں کی ضروریات نے ہر قابل شخص کے لئے ترقی و معاش کی راہیں کھول رکھی ہیں۔

انسانی سوسائٹی کی بنیاد میں موقع پوشیدہ ہے۔ موقع ہر جگہ ہمارے پاس ہے۔ مگر اس کو قابو میں لانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی تیاری ہر شخص کو خود کرنی پڑتی ہے۔ اور جب کامیابی حاصل کرے گا۔ اپنی ہمت اور قابلیت سے کریگا۔ ورنہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ پریزیڈنٹ گارفیلڈ کا قول ہے۔ کہ "موقع بگل کی آواز ہے"۔

جو فوج کو میدان جنگ کی طرف بلاتی ہے۔ مگر بگل کی آواز نہ تو سپاہی بنا سکتی ہے۔ نہ میدان فتح کر سکتی ہے۔ زندگی کیا ہے؟ صرف ایک تربیت سکھانے کا سکول۔ اور تربیت کیا ہے؟ محض خود تربیتی۔

شخصی قابلیت

یہ خیال کرنا حماقت ہے۔ کہ ہم ڈکشنری کو ادھر ادھر سے اُلٹ پلٹ کر اور سرسری طور سے الفاظ کی ایک فہرست تیار کر کے کوئی مضمون یا کتاب لکھ سکتے ہیں۔ جب کوئی آدمی چند اوصاف حاصل کرلے۔ جیسے کہ پابندی اوقات۔ راستی خیال۔ وسعت معلومات ضابطہ۔ کام میں عجلت اور دیانت تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ زندگی کے موقعوں کے لئے بہمہ وجوہ تیار ہے۔ سخت حماقت ہے۔ یہ خیال کرلیا جاتا ہے۔ کہ کاروبار میں وہ عمدہ کاروباری عادات پر حاوی رہے گا۔ مگر ان تمام اوصاف اور کسی قسم کی جملہ قابلیتوں کی تہ میں شخصی قابلیت ہونی ضرور ہے۔ یہ الفاظ دیگر خود مسٹر ری لینڈ کنگر اٹھانے والے کا نٹا بردار بریک مین اور کنڈکٹر کے پردے میں موجود تھا۔ یہ مسٹر ری لینڈ کی شخصیت تھی۔ جس کے ذریعہ وہ کامیاب ہوا۔ اور جس کے ذریعے اس نے زندگی کے موقعوں کے لئے تیاری کی۔ پس ہر ایک نوجوان میں شروع سے ہی ایک مستعدی پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ کامیابی کا راز معلوم کر لیتا ہے۔ صرف عادات ثانیہ کی وساطت سے وہ یہ درجہ نہیں پا سکتا۔ بلکہ یہ عادت ہر کامیاب شخص میں موجود ہوتی ہے۔

آرونگ کا ڈچ مین

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ زندگی کے مختلف موقعوں کے لئے ہم کسی طرح بھی اپنی قابلیتوں کو نشوونما دیں۔ اور تعلیم حاصل کریں۔ لے دے کر ہماری یہ ساری جد وجہد صرف تعلیم ہی رہ جاتی ہے۔ اور خود زندگی ان موقعوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتی ہے۔ جو ہم کو پیش آتے ہیں۔ واشنگٹن آرونگ نے ڈچ مین (ہالینڈ کا باشندہ) کے متعلق بیان کیا ہے۔ کہ وہ ایک خندق کو پھلانگنے کے لئے تین میل پیچھے ہٹا۔ تاکہ تیزی سے دوڑنے کے قابل ہو جائے۔ اور جب وہ خندق کے پاس پہنچا۔ وہ اس قدر تھک گیا۔ کہ بیٹھکر آرام لینے پر مجبور ہوا۔ یہی حال اس نوجوان کا ہے۔ جو اپنی قسمت کی تیاری میں بہت سی مدت صرف کرتا۔ اسی کشمکش میں چکنا چور ہو جاتا ہے۔ لیکن کچھ کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ ایک بڑے سکول کے ایک طالب علم سے دریافت کیا۔ کہ جب وہ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس میں کونسی خصوصیت تھی۔ اس نے جواب دیا۔ کہ "میں علی الصباح بیدار ہوتا تھا" اس نوجوان نے جو بات حاصل کی۔ وہ صرف یہ صبح کی بیداری تھی۔ تاکہ دن بھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے۔

باب سوم

جب تم دیکھتے ہو تو کیا اچھی چیز پہچان لیتے ہو؟

ہر شخص کی زندگی میں ایک متہم بالشان وقت آتا ہے۔ ایک دن ایک رات۔ ایک صبح یا ایک دوپہر۔ ایک بھرپور گھڑی۔ ایک باموقع لمحہ۔

ایک وقت آتا ہے۔ کہ اس کو نمایاں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ ایک وقت آتا ہے۔ جب قسمت کی ندی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ عین وقت پر حصول مقصد کا عزم مصمم کر لیا۔ وہ بغیر مستقبل شعاع کو حاصل کرنے کے لحاظ گذرتے ہوئے لمحہ کی برکات سے بہرہ اندوز ہونے کے قابل ہو گیا۔ وہ خوش نصیب ہے۔ جو موقعہ کا انتظار کرنا جانتا ہے۔ اور جس کو بھی علم ہے۔ کہ کس طرح تاک میں بیٹھنا۔ اور بر وقت کام کرنے کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے۔ جب گھڑیال عمر کی گھڑیاں گذرنے کی منادی کرتا ہے۔ وہ موقعہ کی دراز سوئی سے خوش نصیبی سے مالا مال گذرتے ہوئے لمحہ کو پکڑنے کے لئے زندگی کے وسیع تختہ پر ہمہ تن شوق کھڑا رہتا ہے۔

موقع کی تاک میں حزم و احتیاط، موقع پر قابو پانے کے لئے ہوشیاری و دلیری اور موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے قوت ارادی و استقلال کی ضرورت ہے۔ اور یہی اوصاف ہیں۔ جو حصول کامیابی کا یقینی ذریعہ ہے۔

" ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ایسے لمحے ہیں۔ جن پر سالوں کی قسمت کا انحصار ہے۔ یہ لمحہ کی ہی طفیل ہے" کہ عمدہ موقع پیش آتا ہے۔ اگر ہم اس لمحہ کو کھو دیں۔ تو مہینے اور سال ضائع ہو جائیں گے۔ ایک کام کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بیج کا بونا۔" اگر بیج ٹھیک وقت پر نہ بویا جائے۔ تو ہرگز نہ اگے گا۔ جوانی کے چمکدار دن موقع کی دولت سے مالا مال کیسے بیش بہا دن ہیں!! کیا عقلمند جوان کا اصول یہ نہیں ہے۔ کہ ٹھیک وقت پر کام کرو؟ اس کے دماغ کے خانے اور پٹھے ایسے نرم ہیں۔ کہ جس طرح چاہو ان کو بنا لو۔

خود ذہن میں کوئی اثر قائم کرنا نہایت آسان کام ہے۔ جس سے زندگی کی کشمکش اس طرح مضبوط کی جاسکتی ہے جس سے کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ خاص خاص لمحہ نہایت مختصر ہوتا ہے۔ اگر ہم تاک میں ہیں۔ اور اس کے پکڑنے کیلئے بہمہ وجوہ تیار ہیں۔ تو یہ ہم میں وہ امتیاز پیدا کر دے گا۔ جو کامیابی اور ناکامیابی کے درمیان ہوتا ہے۔

چوُل

ایمرسن نے نپولین کی بابت کہا تھا۔ کہ وہ معلوم کر لیتا ہے۔ کہ یہ معاملہ کہاں آکر ٹھہرے گا۔ فی الحقیقت ادراک کی طاقت ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ملکی جنگ میں ایک مسوٹی سپاہی نے ایک پرندہ کو چاول کا چھلکا اُتارتے دیکھا۔ اس نے پرندے کی چونچ کو نمونہ بنایا۔ اور چاول صاف کرنے کی ایک مشین ایجاد کی جس نے چاولوں کی تجارت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ لاطینی زبان کے ٹیچر پروفیسر بینی وکٹ نے جب پہلے پہل ٹائپ رائٹر کی ٹک ٹک سنی۔ تو فوراً ایجاد کے درپے ہو گیا۔ اپنی لاطینی کو بالائے طاق رکھا۔ اور رومینگٹس ٹائپ رائٹر بنانا شروع کیا۔ جو ازبس مفید ہے۔ اور موجد کے لئے خزانوں کی کلید کا کام دے رہا ہے۔

ھارورڈ کالج کے پروفیسر پارپر نے ان امکانات کو معلوم کیا۔ جو جزیرہ ٹرینی داد کی قدرتی ڈال کی جھیل میں پنہاں تھے۔ یہ خاص شش بازاروں کا امکان تھا۔ اور اس نے برٹش گورنمنٹ سے ٹرینی داد کی ڈال کا بیالیس سال کے لئے اجارہ حاصل کر لیا۔ دیکھی بغیر مقابلہ کے، آہیو کا کرنل دلیم ایل سٹرونگ ایک دوربین

شخص تھا۔ جب وہ ۳۰۰۰ ڈالر سالانہ کما رہا تھا۔ ایک سوداگر اون نے
اس کو ۱۰۰۰۰ ڈالر سالانہ مشاہرے کا عہدہ پیش کیا۔ وہ دور بین اور
بیدار مغز تو تھا ہی۔ اس نے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ یہ سودا اس کو
۳۰۰۰ ڈالر سے زیادہ آمدنی کا موقع پیش کرے گا۔ اس کے بغیر
حیل وحجت کے ۱۸۰۰ ڈالر سالانہ تنخواہ منظور کر لی۔ اب وہ اس کارخانہ
اون کا پریزیڈنٹ ہے۔

امیر البحر ڈیوی نے کیونکر عروج پایا

امیر البحر ڈیوی کے ۱۸۵۴ء کے موسم سرما میں بحری فوج میں
داخل ہوئے اور پھر عالمگیر شہرت حاصل کرنے کی جو داستان
نہایت دلچسپ و سبق خیز ہے۔

میں مندرجہ ذیل واقعات کے لئے بفلو کے آنریبل ٹھامس
ایس گنگ کا مشکور ہوں۔ کہ ان کی بدولت مجھ کو یہ واقعات ملے
آنریبل ٹھامس بیان کرتے ہیں۔ کہ امریکہ ہسپانیہ کی جنگ شروع
ہونے سے قبل واشنگٹن میں ایسی افواہیں مشہور ہو رہی تھیں۔
جن سے بری و بحری فوج کے افسر جوش میں آ رہے تھے۔ جنگ کے
آثار نمایاں تھے۔ اور ہر شخص جنگ میں شریک ہونے کا خواہشمند تھا۔
بحری سپاہی تو بہت ہی بے تاب ہو رہے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے
لئے بہتری کے مواقع دیکھ رہے تھے۔ وہ نیوی کے محکمے کے دفتر میں آتے
اور چہ میگوئیاں کرتے تھے۔ ایک سہ پہر کو ڈیوی۔ پورٹر اور چند دیگر
اشخاص جنگ کے امکان اور اپنے مستقبل کے متعلق گفتگو کرنے
لگے۔ پورٹر ایک گریجوایٹ تھا۔ جو ملکی جنگ کے وقت سوتھ کے ساتھ تھا
وہ پہلا افسر تھا۔ جو موبیل کی لڑائی کے بعد فرگاٹ کے جہاز میں آیا۔

اور ڈیوی اور دوسرے انپولی کے لڑکے نے سب سے پہلے اس کا خیر مقدم کیا وہ اس وقت سے ایک دوسرے کے دوست بن گئے تھے۔ اس وقت ڈیوی افسوس کر رہا تھا۔ کہ وہ جلد واپس جانے والے سپاہیوں کی فہرست میں آنیوالا ہے۔ اور اگر اُسے سمندر پر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ تو وہ اپنے دفتر میں گھل گھل کر مر جائیگا۔ پورٹر نے کہا "تم کیوں نہیں کوشش کرتے"؟ اس نے جواب دیا "میں نے کوشش کی ہے۔ مگر تقدیم و تاخیر کے قواعد میں تبدیلی کرنا نہیں چاہتے۔ میری قسمت میں یہی لکھا ہے۔ کہ دفتر میں عمر گنوا دوں۔ مگر میں یہ جانتا ہوں۔ اگر ہسپانیوں کو ایک دفعہ مہلک ضرب لگالوں۔ تو پھر میں کچھ بن جاؤں گا"۔

پورٹر نے کہا "پراکٹر کے پاس جاؤ۔ وہ بازار میں لوگوں کے پاس کھڑا ہوتا ہے"۔

پراکٹر اور ڈیوی ایک ہی پولٹیکل جماعت کے تھے۔ اور وہ بحری افسر سینیٹر کی ملاقات کو روانہ ہوا۔ دوسرے دن پراکٹر نے سکرٹری لونگ سے ملاقات کی۔ سکرٹری نے کہا "نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیئے۔ ہر شخص جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ اور جو واپس ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اس بات کے خواہاں ہیں"!

مگر سینیٹر پراکٹر سیدھا پریزیڈنٹ کے پاس گیا۔ پریزیڈنٹ نے کہا۔ "سینیٹر کیا آپ اتنا ہی چاہتے ہیں"؟ اس نے جواب دیا۔ "ہاں جناب بس اتنا ہی چاہتا ہوں۔ کیونکہ جارج ڈیوی میری ریاست کا ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ کہ جو شخص ہسپانیوں سے پہلے مقابلہ کرے گا۔ وہی معاملہ کو پہنچے گا"!

پریزیڈنٹ نے کہا "بہت خوب میں ایسا کرنے کا حکم دیدوں گا"۔

چنانچہ اس نے یہ حکم صادر کر دیا۔ پریزیڈنٹ نے ڈیوی کو موقع دیا تھا۔

اور اس کی تصدیق وہ بحری افسر کرتے ہیں ۔ جو ابھی تک سٹرگنگ کے دفتر میں موجود ہیں ۔

ڈیوی نے اوریئنٹ کے دور دراز اور غیر محفوظ جزیروں کو تسخیر کرنے کا عزم کیا ۔ اس موقع کے لئے اپنے سپاہیوں اور جہازوں کو تیار کیا ۔ اور جب مناسب وقت آیا ۔ اس نے ان جزیروں کو فتح کرلیا ۔ یہ بات اتفاقیہ نہ تھی ۔ بلکہ نتیجہ تھی ۔ اس وقت اور اک کا جو اس نے سینٹر پہ اکڑ کے ملتے وقت پیدا کی تھی ۔

روزمرہ کے مواقع

"کمزور آدمی ہمیشہ موقع نہ ملنے کا عذر کرتا ہے ۔ کیا ہر شخص کی زندگی موقعوں سے معمور نہیں ہے ؟ کیا سکول کا ہر سبق موقع ۔ اور "ہر امتحان زندگی کا ایک اتفاق نہیں ہے" ۔ ہر بیمار کا ایک موقع ہے ۔ ہر موکل ایک موقع ہے ۔ ہر وعظ ایک موقع ہے ۔ اخبار کا ہر نمبر ایک موقع ہے ۔ لین دین کا ہر کام ایک موقع ہے ۔ یعنی شریف الطبع ۔ دلیر ۔ ایماندار بننے اور دوست بنانے کا موقع ہمیشہ موجود ہے ۔ ہر ذمہ واری تمہاری طاقت میں اضافہ کرتی ہے ۔ اور تمہاری "عزت ایک بیش بہا چیز ہے" جتنی جدوجہد کی کفیل ہے ۔ اور جب اس کفایت سے مردانہ وار کام لیا جائے ۔ تو تمہارے حسب پسند راستہ میں کامیاب ہونے کے مواقع اتنی جلد جلد پیش آتے ہیں ۔ کہ تم ان سب سے کام نہیں لے سکتے ۔

روزمرہ زندگی میں کونسا کام ہے ۔ جو مواقع کی طرح فروگذاشت کیا جاتا ہے ؟ تم نے صرف موقعوں کو ہی نہیں دیکھا ۔ بلکہ موقعوں کو پیدا کرتا ہے ۔ میں نے ایک حکایت سُنی ہے ۔ جو اس کے قاعدہ کلیہ کی وضاحت کرتی ہے ۔ مسٹر چارلس ۔ ٹی برکس جو فلاڈلفیا کا ایک مر

برآوردہ گماشتہ تھا۔ اور جواب مغربی شہر کا ایک کروڑپتی ہے۔ اس نے ایک موقع سے فائدہ اٹھا کر جو اس کو نیلامی کی دکان کے پاس سے گذرتے وقت حاصل ہوا۔ دولت کمانی شروع کی۔ اس نے ایک قسم کے صابن کے چند ڈبے دیکھے۔ جو اس کی ماں اپنے خاندانی پنساری سے خریدا کرتی تھی۔ اس نے اس سے جاکر صابن کی قیمت دریافت کی۔ جواب ملا۔ ایک پونڈ صابن کی قیمت ۱۰ سنٹ ہے۔ قیمت کا تقاضا ہوتا رہا۔ آخر دکاندار نے کہا۔ اگر تم صابن لاؤ۔ تو میں ۹ سینٹ فی پونڈ کے حساب سے خرید لوں گا۔ برکس نیلامی کی دکان پر آیا۔ اور ۱۰ سینٹ فی پونڈ کے حساب سے صابن خرید لیا۔ اس طرح اس نے تجارت میں پہلی بار روپیہ کمایا۔

ایک کالج کے طالب علم کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ ایک رات اس نے اس فکر میں جاگتے کاٹی۔ کہ اگر روپیہ نہ ملا۔ تو تعلیم سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ وہ آگ کا شور سن کر چونک پڑا۔ یہ بندرگاہ کا مقام تھا۔ وہ باہر نکلا۔ تو دیکھا کہ ایک جہاز کو آگ لگ رہی ہے۔ وہ مالک جہاز کے پاس گیا۔ اور پوچھا "کیا تم کوئی چیز بچانے کی کوشش کر رہے ہو؟" جواب ملا "نہیں۔ اگر کوئی چیز صبح تک بچ رہی تو اس کو لینے کی کوشش کروں گا۔ مگر کوئی چیز بچتی نظر نہیں آتی"۔ طالب علم نے کہا کہ "کیا آپ جہاز کو اس حالت میں چالیس ڈالر پر میرے ہاتھ فروخت کرتے ہیں؟" جواب ملا "ہاں فروخت کرتا ہوں"۔ پھر کپتان کی طرف مخاطب ہو کر اس نے کہا "اگر تم میرے ہم جماعت کے ساتھ جاؤ گے۔ وہ تم کو چالیس ڈالر فوراً دے دیگا۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ کیونکہ تمہارے جہاز پر کام کرنا ہے"۔ اس نے چند طالب علم اور دیگر اشخاص اپنے ساتھ ملا کر آگ کو فرو کیا۔

اور چند ہی دنوں میں جہاز کے ملبہ کو پانچ سو ڈالر پر فروخت کر دیا۔ وہ ایک ہی نظر میں سب حال جان گیا۔ اور کپتان معلوم نہ کر سکا۔ کہ کوئی چیز بچائی جا سکتی ہے۔ یا نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ تمہارا موقع تمہارے اپنے دروازے پر ہی موجود ہو۔

نیو ہمپ شائر کے ایک آدمی نے سنا۔ کہ گرمائی ہوٹلوں میں مچھلی ایک ڈالر فی پونڈ کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ اس نے مچھلیوں کی پرورش کے متعلق چند کتابیں خریدیں۔ اور اس پانی کو جو اس کے پیارے کھیت میں سے گذرتا تھا۔ ایک جگہ جمع کیا۔ اور چند ہی سال میں مچھلی کی تجارت سے اس نے اتنا روپیہ کمایا۔ کہ اپنی پہاڑی اراضی سے کسی طرح نہیں کما سکتا تھا۔ ایک عقلمند امریکہ کی عورت سے جس کے پاس کھاڑی کی زمین تھی۔ دریافت کیا گیا "کہ تم اس کو کیا کرو گی؟ اس زمین پر تو صرف مینڈک رہتے ہیں"۔ اس نے جواب دیا "اس پر مینڈک کیوں رہیں گے۔ میں مینڈکوں کو پرورش کروں گی۔ ان کی نسل بڑھاؤں گی۔ اور بیچنے کے لئے منڈی میں بھیجا کروں گی" اور اس تجارت کو اس نے ایسی کامیابی سے نباہا۔ کہ اس نے آس پاس کی تمام کھاڑی کی زمین خرید لی۔ اپنے مینڈک احاطہ کو وسیع کر لیا۔ اور اب وہ مینڈکوں کی ایک تعداد کثیر منڈی میں بھیجتی ہے۔ اور ان کی مانگ بہت ہے۔

ایک بانکی بیمار جو ایک طویل بیماری سے رو بصحت ہو رہا تھا۔ ایک دن نرم صنوبر کی لکڑی چھیل رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کے لئے اس کا ایک کھلونا بنایا۔ یہ کھلونا ایسا نفیس تھا۔ کہ ہمسایہ کے لڑکے اس کے پاس آ کر منت کرنے لگے۔ کہ ہم کو بھی ایسے کھلونے بنا دو۔ چند دن میں ہی اس کے کھلونے سارے ضلع میں

مشہور ہو گئے۔ اور جب وہ تندرست ہو گیا۔ اس نے کھلونوں کی تجارت اعلیٰ پیمانہ پر جاری کی۔ اور اب اس کے کھلونے تمام دنیا میں مروّج ہیں۔

ایک نوجوان عورت مس میکسول نے بوٹوں کو سیاہی کرنے کا کام شروع کیا۔ تاکہ اس کے ذریعہ اپنی روزی کمائے۔ اس نے بوٹ سیاہ کرنے والے آدمی نوکر رکھے۔ اور ان کو شہر میں مختلف موزون مقاموں پر مقرر کر دیا۔ چند دن بعد اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ پڑھانے کی بہ نسبت وہ پانچ چھ گنا زیادہ کما رہی ہے۔ جب معمولی اخراجات سے ایک رقم بچ رہی۔ اس نے زائد روپیہ محتاجوں کی مدد میں صرف کیا۔ وہ بوٹ سیاہ کرنے والوں اور آوارہ غریبوں کی جو اس کے دوست ہو گئے تھے۔ باقاعدہ مدد کرتی۔ اور دن کے چند گھنٹے وہ اپنے کام کی نگرانی پر صرف کرتی۔ اس کی خوش اخلاقی و خوش اطواری نے اس کو مرجع انام بنا دیا۔ اس کے فیاضانہ کام سے شہر کے غریب لوگوں کو بڑی مدد ملی۔ اور اس کی فیاضی نے ایک عمدہ نظیر قائم کر دی۔

تمہارے اپنے دروازہ پر

کیا زندگی کے موقع تمہارے اپنے دروازہ پر موجود نہیں ہیں ایک مَین کے رہنے والے آدمی کو اپنی بیمار بیوی کے کپڑے دھونے کے لئے اپنے کھیت سے آنا پڑا۔ اس کو پہلے دھونے کا بالکل علم نہ تھا جب اُسے معلوم ہوا۔ کہ مروجہ طریقہ میں وقت بہت لگتا ہے۔ اور محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اس نے دھونے کی ایک مشین ایجاد کی۔ اور خوب روپیہ کمایا۔

نیو جیرسی کے ایک دانا حجام نے بال کاٹنے کی قینچیاں ایجاد کیں۔ اور مالدار ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی سستی ایجاد ہے۔ اس کی مانگ بہت ہے۔ اور اس لیئے زیادہ پر منفعت ہے۔ دستانوں کے تسموں کے موجد نے اپنی ایجاد کی بدولت کئی لاکھ ڈالر کمائے۔

کالر کے بکسوا کے موجد کی اس وقت ... ۳ ڈالر سالانہ آمدنی ہے۔ آستینوں کے بٹن کے موجد نے پانچ سال میں ....۵ پیدا کیئے۔ ایک عورت نے بالوں کے سمیٹنے کے لیئے اپنی سوئی کو پیچدار کر دیا۔ تاکہ وہ بالوں کو پکڑے رکھے۔ اس کے خاوند نے اس کو دیکھا۔ اور سوئیوں کے کارخانہ میں گیا۔ اس طرز کی سوئیاں بنوائیں۔ اور بے شمار روپیہ حاصل کیا۔

تمہارا یہ کہنا فضول ہے۔ کہ "میں یہ کام نہیں کرسکتا" تم اپنی آنکھیں کم از کم کھلی رکھ سکتے ہو۔ اپنی قوت اور ادراک کو ترقی دے سکتے ہو۔ اور یہ سمجھ سکتے ہو۔ کہ تم کیا کر سکتے ہو۔

آگے کی چوٹی سے پکڑو

ہسپانوی سونا

میّن کا نوجوان گڈریہ ولیم فپس جس نے جہاز کے کاریگر کا کام سیکھا ہوا تھا۔ ایک دن بوسٹن کے بازاروں میں پھر رہا تھا۔ کہ اس نے چند ملاحوں کو ایک ہسپانوی جہاز کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے سُنا۔ جو جزائر بہاما کے قریب ٹوٹ گیا تھا۔ اور جس کی نسبت خیال تھا۔ کہ اس پر بہت سا روپیہ بار تھا۔ اس نے یہ روپیہ حاصل کرنے کی ٹھان لی۔ وہ فوراً روانہ ہو پڑا۔ اور سخت مصیبتیں جھیلنے کے بعد گم شدہ خزانہ پا لیا جس کے متعلق ملاح تو زبانی جمع خرچ بھگت رہے

تھے۔ اس نے اس کو حقیقت میں پالیا۔ اس میں انتظامی قابلیت تھی پرانے بت کی حکایت میں تم دیا دیکھو گا۔ موقع کو اگلی چوٹی سے پکڑنے کی بابت کیا کہا گیا تھا۔ اگرا ایسے آدمی کم ہیں۔ کہ جن میں قوت رد دیا ہو۔ اور جو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ بھلی چیز کونسی ہے۔ مگر جب دوسرے بھی سمجھ نہیں سکتے۔ تو شاید ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہوں گے۔ جو موقع کو وقت پر قابو کرنا جانتے ہیں۔ اور ایسے آدمی بہت ہی کم ہیں جن میں انتظامی قابلیت ہو۔ اور یہی قابلیت ہے۔ جو کسی کام میں کامیابی اور کامیابی کے درمیان حد مقرر کرتی ہے۔

جب سکندر اعظم نے تھاتی کی دیوی سے مشورہ لیا۔ تو اس نے مندر میں جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ دن مبارک نہ تھا۔ اس نے اس کو جانے پر مجبور کیا۔ اس نے کہا "میرے فرزند۔ تو ناقابل تسخیر ہے" یہ کلام علاقانہ اس کے لئے کافی تھا۔ وہ درحقیقت ناقابل تسخیر تھا۔ جارج ایلیٹ کہتا ہے "اس آدمی کے لئے موقع کہیا ملا ہے۔ جو اس سے کام نہیں لے سکتا"

جس بات کی اب مجھے تشریح کرنی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اعلیٰ کامیاب آدمی وہی ہیں۔ جنہوں نے موقع محل کے مطابق ترقی کی۔ اس کی مثال میں میں مسٹر جیمز ایف ریڈر آہیو کے فوٹو گرافر کا تجربہ بیان کروں گا۔ ایک دن اس نے ایک جرمن اخبار میں اس نئے طریقہ کی بابت پڑھا۔ جو بوہمیا کے فوٹو گرافروں نے اختیار کر رکھا تھا۔ یہ پڑھ کر اس نے بوہمیا سے ایک فوٹو گرافر بلایا۔ اور یہ فن اس سے سیکھا۔ اس نے موقع کو اگلی چوٹی سے پکڑا۔ اور اپنے کام کے لئے بہترین مدد حاصل کی۔ پھر اس نے اپنی عقل خداداد سے کام لے کر اپنی تجارت کو فروغ دیا۔ بوسٹن کی نمائش فوٹو گرافری میں سب

سے اعلیٰ تمغہ انعام مسٹر ریڈر نے حاصل کیا۔
ایک اور مثال ٹامس کوک کی ہے۔ جو ایک دن ایک انگریزی سڑک پر لیسٹر کی طرف پندرہ میل پا پیادہ چلا۔ وہ وہاں ایک ٹمپرنس جلسے میں شامل ہونے کی غرض سے آیا تھا۔ اثنائے سفر میں اس کو خیال پیدا ہوا۔ کہ ان لوگوں کے لئے جو جلسوں میں شامل ہوتے ہیں کسی ایک ریلوے کمپنی کو سپیشل ٹرین چلانے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس نے سفری ٹرین کا کام شروع کیا۔ اور آج ٹامس کوک اینڈ سن کا نام اس پندرہ میل کے تنہا سفر کی بدولت تمام مہذب دنیا میں مشہور ہے۔
شاید اور لوگوں کے دل میں بھی یہ خیال گذرا ہو۔ مگر ٹامس ہی ایسا آدمی تھا۔ جس نے خیال کو عملی جامہ پہنایا۔

ایک چرخہ کاتنے والے کی کھرپاٹی

روئی کاتنے کے ابتدائی ایام میں چھوٹے چھوٹے ریشے نلی کے ساتھ چمٹ جاتے تھے۔ اور اس کی وجہ سے مشین کو بند اور صاف کرنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ اگرچہ وقت کے اس نقصان سے کام کرنے والوں کی اجرت میں تخفیف ہو جاتی۔ تاہم رابرٹ پیل کے باپ نے یہ بات تاڑی۔ کہ ایک کاتنے والا ہمیشہ پوری تنخواہ لیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مشین کبھی بند نہ ہوتی تھی۔ ایک دن مسٹر پیل نے پوچھا ڈک اس کی کیا وجہ ہے۔ نگران کہتا ہے۔ کہ تمہاری نلیاں ہمیشہ صاف رہتی ہیں" ڈک فرگوسن نے جواب دیا۔" ہاں وہ صاف رہتی ہیں" پھر اس نے پوچھا" ڈک تم ان کو کیونکر صاف رکھتے ہو" کاریگر نے جواب دیا" مسٹر پیل آپ کیوں پوچھتے ہو" یہ ایک کا راز ہے۔ اگر میں نے آپ کو بتایا۔

تو آپ میرے جیسے دانا ہو جائیں گے۔"

مسٹر پیل نے کہا "یہ ٹھیک ہے۔ مگر میں تم کو اس کا معاوضہ دوں گا۔ کیا تم راچھوں کو اپنے راچھ کی طرح صاف رکھ سکتے ہو۔" ڈک نے جواب دیا "ہر ایک صاف رکھ سکتا ہوں۔" مسٹر پیل نے پوچھا "تو اچھا میں تم کو تمہارے راز کا کیا حق دوں؟" ڈک نے جواب دیا "جب میں کارخانہ میں ہوؤں۔ تو ہر روز شراب جو کی ایک چوتھائی گیلن دو۔ تو میں تم کو راز بتا دوں گا۔"

مسٹر پیل نے کہا "منظور"۔ ڈک نے نہایت احتیاط سے اس کے کان میں کہا "نلیوں کو کمرہ باسٹی میں صاف کرو۔" یہ تھا۔ سارا راز اور مسٹر پیل جلد ہی اپنے ہم پیشوں سے بڑھ گیا کیونکہ اس نے ایسی مشین بنوائی۔ جو خود بخود نلیوں کو مٹی سے صاف کرتی جاتی تھیں۔ ڈک کو شراب کی بجائے نہایت معقول نقد معاوضہ دیا گیا۔ اس کے چھوٹے سے خیال نے دنیا کے لکھو کھا ڈالر بچا دیئے ہیں۔ اگر مسٹر پیل میں ادراکی۔ اور انتظامی قابلیت نہ ہوتی۔ تو دنیا اس بات کو کبھی بھی نہ جانتی۔

ایک اور مثال سنیئے۔ یون بسکاٹ ٹھی کی ایک عورت اس وقت ۱۲۰۰۰ درجن دستانوں سے زیادہ بناتی ہے۔ وہ کہتی ہے "میں نے ۱۸۶۴ء میں ایک چھوٹے سے کمرہ میں جو ۲۰ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چوڑا تھا۔ ۵۰ ڈالر کے راس پر کام شروع کیا۔ میں اس علاقہ میں رہتی تھی۔ جہاں بہت تھوڑا کام تھا۔ اور بہت سی عورتیں بننے کے کام کے لئے آمادہ تھیں۔ پہلے سال میں نے ۲۵ پونڈ سوت بھی استعمال نہ کیا۔ تاہم آخر کار میں نے اپنے بُنائی کے کام کے لئے ۱۵۰۰ آدمی ملازم رکھے۔ ۱۸۸۲ء میں میں نے مشینیں خریدنی شروع کیں۔

اور جو جوڑا پہلے ۵ ۲ سینٹ میں تیار ہوتا تھا۔ اب چھ سینٹ میں تیار کیا جاتا ہے"۔ مسبرز۔ سبی کاپلڈن جس نے یہ کام کیا۔ اور اس کے ہمسایوں میں یہ فرق تھا۔ کہ اُس نے عملی طور سے وہ کام کیا۔ جس کو دوسروں نے صرف دماغ کے پردوں میں محفوظ رکھا۔

ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ گوائی مالا شہر کا جان ناٹب ۱۸۹۶ء میں الابنا میں ایک غلام تھا۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد وہ ایک دکان میں اُجرتی مزدور ہو گیا۔ جو وسطی امریکہ کے پھلوں کی تجارت کرتی تھی۔ اس بات سے اس کو پھلوں کی کاشت کا خیال پیدا ہو گیا۔ اس خیال کو اس نے عملی جامہ پہنایا۔ دوسرے لوگ جو اس کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ان کے وہم خیال میں یہ بات نہ ہوگی۔ کہ ایک مزدور بھی یہ کام کرسکتا ہے۔ اس نے گوائی مالا کی گورنمنٹ سے ۵۰۰۰ ایکڑ زمین حاصل کی۔ اور پھر نیو اورلین کے سوداگران پھل سے ۲۰۰۰ ہزار ڈالر سالانہ مالیت کے گوائی مالا کے پھل دینے کا انتظام کیا۔ اس وقت سے وہ قہوہ کی کاشت کراتا ہے۔ اور مہاگنی کے شہتیروں کا سوداگر ہے۔ اور آج کل وہ وسطی امریکہ کا نہایت متمول اور مقتدر شخص ہے۔ اس کی انتظامی قابلیت اس کی ادراکی قوت کے ہم پلہ تھی۔

ایک شرمگین لڑکا

اس قسم کی اور مثالیں پیش کرنا سہل کام ہے۔ جب انشا بوڈو اشتبرن وارسٹر میں ایک آہنگر کا شاگرد تھا۔ وہ بڑا شرمیلا لڑکا تھا۔ مگر جب اس نے دیکھا۔ کہ صوبجات متحدہ میں عمدہ تار نہیں بنتی۔ اور انگلستان میں ایک کمپنی کے پاس پیانو کی فولادی تاریں

بنانے کا اجارہ ہے۔ اس نے دل میں فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ خود بہترین قسم کی تاریں بنائے گا۔ اور پھر ان کو زیادہ مقدار میں بنانے کے وسائل مہیا کرے گا۔ نشر گیبن لڑکا اپنی آنکھیں وار رکھتا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان موقع دیکھا۔ اور اس کی انتظامی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ ادھر اس نے خیال کیا۔ ادھر عملی جامہ پہنا دیا۔ اس کی تار ہر جگہ مسلمہ طور پر عمدہ تسلیم کی گئی۔ اس کا کاروبار آخر یہاں تک بڑھا۔ کہ وہ ہر روز بارہ ٹن آہنی تار تیار کرنے لگا۔ اور سات سو آدمی ملازم رکھے۔" اس نے اپنی کمائی کے بے شمار روپیہ میں سے خیرات بھی دل کھول کر کی۔ اور دُنیا کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہایا۔"

ہر شخص اڈیسن موجد کی کامیابی سے واقف ہے۔ اس نے ساری عمر موقعوں کی جستجو اور اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کے پیدا کرنے میں صرف کی۔ اس کی ادراکی اور انتظامی قابلیتیں برابر برابر تلی ہوئی تھیں۔

کارخانوں کا ایک بڑا مبصر کہتا ہے۔ کہ یورپ کے بڑے بڑے کارخانے اپنے موقعوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور امریکہ میں یہ حال ہے۔ اگر ایک شخص کو کوئی اچھی چیز مل جاتی ہے۔ تو وہ اس کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور دُنیا کو اپنی ساختہ چیزوں سے بھر دیتا ہے۔ سابقہ باب میں میں نے کام کرنے کے لئے چند درست عادات کی اہمیت کا جوان نوجوانوں کو جو زندگی کے موقعوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں۔ حاصل کرنی ضروری ہے۔ اشارہ کیا جاتا تھا۔ میں نے کہا تھا۔ کہ یہ اوصاف آپ میں کافی نہیں ہیں۔ اگر ایک شخص سلامت رو، مستند، محنتی اور دیگر اوصاف سے متصف

ہو بھی۔ تو بھی یہ کافی نہیں۔ کام کے نکتہ خیال سے جو چیز کافی ہے۔ وہ ادراک ہے جس کے ذریعے سے ایک شخص ان موقعوں کو بہ عجلت تمام حاصل کرتا ہے۔ جو خواہ اس کے اپنے دروازہ پر موجود ہیں۔ خواہ دنیا کے خاتمہ پر اور اس کے علاوہ۔

انتظامی قابلیت

ضروری ہے۔ اگر تم اس ملک کے کسی بڑے شہر میں جاؤ۔ اور دریافت کرو۔ کہ وہ لوگ کون ہیں۔ جو ایسا کاروبار چلا رہے ہیں۔ جو بڑی قوموں کی ترقی کا سنگ بنیاد ہے۔ تو تم ہر جگہ یہی بات معلوم کرو گے۔ کہ یہ وہ شخص ہے۔ جو سوچتا ہے۔ اور وہ شخص ہے۔ کہ جو اپنی مجوزہ سکیم کو عمل میں لاتا ہے۔ یعنی یہی شخص ہے۔ جو کامیاب شخص ہے۔ ذہنی قوا کی نشو و نما کے متعلق کچھ ہی کہا جائے (سوچنے کی قابلیت اور کام کرنے کی قابلیت جبلی قابلیتیں ہیں) اور جو لوگ عالمگیر کام کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بطور قاعدہ کلیہ وہ لوگ ہیں جو قدرتی طور سے قابلیت رکھتے ہیں۔ تاہم جس طرح بلحاظ وقت جبکہ ان کے قوا ظاہر ہوتے ہیں۔ انسانوں میں فرق ہے۔ اسی طرح بلحاظ کام ان میں فرق ہے۔

اس کے متعلق ایک مزید مثال میں میں مسٹر چارلس گولڈ کا ذکر کروں گا۔ جو چند سال قبل بفلو کی بندرگاہ کا کلکٹر تھا۔ وہ ایک ہونہار کاروباری آدمی تھا۔ مگر مالدار نہ تھا۔ ایک دن اس نے گاڑیوں کے باہم ملانے والے آلہ کا حق ایجاد ایک شخص سے پانسو ڈالر کو خریدا۔ اس آدمی نے یہ بھی اقرار کیا۔ کہ اگر مسٹر گولڈ نے اپنی چیزوں کو فروخت کرنا چاہا۔ تو وہ موجد کو کارخانہ کا فورمین بنائے گا۔ مسٹر

گولڈ کو معلوم تھا۔ کہ واشنگٹن کا پیٹنٹ آفیس (ایجادوں کے رجسٹری کرنے والا محکمہ) ایسے ۷۵ آلوں کی پیٹنٹ کر چکا ہے۔ تاہم اس کو یقین تھا۔ کہ اس میں اور ان میں فرق ہے۔ اس کو معلوم تھا۔ کہ یہ اچھی چیز ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر گولڈ میں انتظامی قابلیت تھی جس کے ذریعے سے وہ اچھی چیز سے کما حقہ طور سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

اس نے موجد کو روپیہ دیدیا۔ اور اقرار نامہ لکھ دیا۔ کہ اگر کارخانہ قایم کیا گیا۔ تو موجد کو کوئی عہدہ دیا جائیگا۔ اس وقت چھبیس ہزار آدمی اس کام میں مصروف ہیں۔

گورنر کورنل

اسی قسم کی داستان نیویارک کے گورنر کورنل کی ہے۔ اس کی نمایاں کامیابی امریکن ڈسٹرکٹ سنجر سروس کی انتظام کی بدولت ہے۔ اس کاروبار میں اس نے پانچ لاکھ ڈالر کے قریب بچالئے۔ اور جو لوگ اس سروس کے اہتمام پر مامور تھے۔ انہوں نے بھی خوب کیسے بھرے اس نے یہ ایجاد ایک غریب آدمی سے دو ہزار ڈالر پر خریدی تھی۔ اگر مسٹر کورنل اس معاملہ کو نظر انداز کر دیتا۔ جیسا کہ دوسرے چند لوگوں نے کر دیا تھا۔ تو قرین قیاس ہے۔ کہ دل شکستہ موجد اپنی سکیم سے لوگوں کی دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش چھوڑ دیتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جس طرح مسٹر کورنل نے اس کو سمجھا۔ اور عملی جامہ پہنایا۔ ویسا کسی نے نہ سمجھا۔ اور نہ اس کے متعلق کام کیا۔

ادراک و عمل۔ تیز نظر۔ صاف قیافہ۔ مضبوط بازو۔ "قوی ہاتھ ہی ہر پیشہ میں کامیابی کا راز ہیں۔"

باب چہارم

موزوں اور غیر موزوں موقع

کیا سڈنی سمتھ نے کہا تھا۔ کہ گول آدمی بعض اوقات مربع سوراخ میں اور مربع آدمی بعض اوقات گول سوراخ میں آجاتے ہیں اور مثلث آدمی اور مستطیل سوراخ اور مستطیل آدمی اور مثلث سوراخ اکٹھے نہیں ہو سکتے ؛ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر جان جیکب اسٹور کا باپ اپنے فرزند کو اپنا قائم مقام یعنی قصاب بنانے میں کامیاب ہو جاتا۔ تو وہ جان جیکب کی زندگی بحیثیت ایک مشہور بڑے تجار اور ایک بڑی دکان کے بانی کے بالکل برباد کر دیتا۔ کیا والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اُن کاموں سے ہٹائیں۔ جن کیلئے قضا و قدر نے اُن کو بنایا ہے۔ یعنی ہر کس را بہر کارے ساختند۔

سر جوشوا رینلڈ کا باپ اپنے بیٹے کی کاریگر بننے کی کوششوں کو بنظر استحسان نہیں دیکھتا تھا۔ ٹرنر مصور کا باپ اپنے بیٹے کو حجام بنانا چاہتا تھا۔ اگر گلیلیو کا باپ اور ہاں اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاتے۔ تو ان کے فرزند کی سائنٹفک دریافتیں (علمی تحقیقاتیں) اس خاندان سے باہر کسی اور خاندان میں کی جاتیں۔ اِس دُنیا کی غیر موزونیاں حیرت انگیز ہیں۔ ایک لاٹ پادری نے ایک واعظ کو کہا۔ "میں تم کو وعظ کرنے سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ قضا و قدر کرتی ہے"۔ فلپ بروک کا قول ہے "یہ عمر ایسے وعظ کی مخالف نہیں ہے۔ مگر یہ تمہاری وعظ سے متاثر نہیں ہوتی"۔ کسی پیشہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک آدمی کا ارادہ اس کی قوتوں کے ساتھ

متفق ہونا چاہئے"۔ ایک بے ٹھکانہ آدمی نصف آدمی ہے۔ اس کی فطرت ہی بگڑ جاتی ہے۔ سوفٹ کا قول ہے "حیوان اپنی قابلیت کے مطابق کام کرتے ہیں"۔ ایک ریچھ کبھی اڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایک لنگڑا گھوڑا نیچے سلاخہ پھاٹک کودنے کی کوشش کرنے سے پہلے جھجکتا ہے۔ ایک کتا جو گہری اور فراخ خندق دیکھتا ہے۔ اپنی قدرتی ادراک سے کام لے کر ایک طرف ہٹ جاتا ہے۔ مگر انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے۔ جو حماقت سے فطرت کا مقابلہ کرتا ہے"۔ جب فطرت پکارتی ہے باز رہو"۔ وہ ڈھٹائی سے کام لیتا ہے۔ اور جہاں اس کی ذکاوت نہیں پہنچتی۔ وہ وہیں حماقت سے اپنا اڈا جماتا ہے۔"

اگرچہ نیم مہذب اقوام میں یہ بات نسلاً بعد نسلٍ کئی سو سال سے چلی آتی ہے۔ مگر اپنے باپ دادا کے پیشے یا کام کو ہی اختیار کرنا کوئی عقل کی بات نہیں۔ تمہارے چچا یا بھائی کا پیشہ شاید تمہارے راس نہ آئے۔ اس خیال سے کوئی کام نہ کرو۔ کہ اس کام کی بدولت فلاں فلاں مالدار بن گئے ہیں۔ اس خیال سے کسی کام کو پسند نہ کرو کہ یہ مناسب ہے۔ کوئی پیشہ اس خیال سے اختیار نہ کرو۔ کہ یہ مہذب ہے۔ اس خیال سے کوئی کام نہ کرو۔ کہ یہ آسان ہے"۔ اپنی طاقت کی راہ چل کر کام کرو۔ کمزوری کے راستہ پر نہ بھٹکو گے۔"

تمہاری طلبی

"تمہاری قابلیت تمہاری طلبی ہے"۔ تمہاری جائز قسمت تمہارے کیرکٹر دسیرت، میں مضمر ہے۔ بلور کا قول ہے "کوئی شخص دائمی اور مظفرانہ طور سے اپنے کیرکٹر کے برخلاف نہیں ٹھہر سکتا۔ زندگی میں

کامیابی پہلا اصول یہ ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو ایسے ضابطہ کا پابند کریں۔ کہ ہماری جسمانی بناوٹ اور قدرتی میلان نیکی کی طرف ہو۔ ایک مقابلہ سے دوسرے سے پرخاش کا خیال نہ ہو" لوویل کہتا ہے۔ کہ "کوئی شخص اس دنیا میں پیدا نہیں ہوتا۔ جس کا کام اس کے ساتھ ہی پیدا نہیں کیا جاتا۔ ہمیشہ کام موجود ہے۔ اور ان تمام کے لئے جن میں قوت ارادی موجود ہے۔ کام کرنے کے اوزار موجود ہیں

جب اول بل کریجنی یونیورسٹی میں ایک طالب علم تھا۔ اس کی ایک خیراتی انسٹی ٹیوشن کے افتتاح کے موقع پر رباب بجانے کے لئے کہا گیا۔ کچھ تامل کے بعد اس نے یہ بات منظور کرلی۔ نہایت شوق سے ساری رات وہ پروفیسر کے مکان پر رباب بجاتا رہا۔ دوسرے دن وہ لاطینی کے امتحان میں فیل ہوگیا۔ اور مایوسی اور گھبراہٹ میں اس نے اپنے استاد سے شکایت کی۔ اس دانا دوست نے جواب دیا "یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہوا۔ کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم نشلینڈ کی کیوریسی (کیوریٹ کا عہدہ) یا اہل لیپ لینڈ کے درمیان کسی مشن کے قابل ہو؟ یقیناً نہیں" تمہارے دوستوں کی رائے ہے۔ کہ تم کو ممالک غیر کی سیاحت کرنی اور راگ سیکھنا چاہیئے۔ فی الحال تم کو عارضی طور سے ڈریمیٹک سوسائٹیوں اور فل فارمینک کمپنیوں کی میوزیکل ڈائرکٹر (راگ سکھانے کا استاد) مقرر کیا جاتا ہے"۔

اول بل کی عالیشان زندگی۔ ایمرسن کے قول کو تصدیق کرتی ہے۔ "زندگی کا بڑا انعام"۔ "آدمی کی بڑی دولت کسی خاص پیشہ کی طرف میلان و رغبت ہونے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ جس کو وہ کام اور خوشی میں پاتا ہے۔ بطور قاعدہ کلیہ جو کام ایک شخص سب سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس میں کوئی خاص فضیلت رکھتا ہے۔

کوئی شخص خیال ہی میں کامیاب اور دنیا کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنی جگہ نہ معلوم کرے۔ ایک ریلوے انجن کی طرح وہ اپنی ٹرک پر مضبوط ہے۔ مگر دوسری جگہ ہرگز و بیہ ہے" ایمرسن کا قول ہے۔ کہ "دریا میں کشتی کی طرح ہر ایک لڑکا سوائے ایک طرف کے ہر طرف رکاوٹوں سے دوچار ہوتا ہے۔ اس طرف تمام رکاوٹیں ہٹا دی جاتی ہیں۔ اور وہ نہایت صفائی سے اس گہری ندی میں بہتا ہوا اخیر محدود سمندر میں جا ملتا ہے"

میری اصلی جگہ کونسی ہے
میں اُس کو کس طرح تلاش کروں

"ایسے سوال کا جواب دینا کیسا ہی مشکل کیوں نہ ہو۔ اس کا جواب دینا ہی پڑتا ہے۔ نہیں تو زندگی تلخ ہو جاتی ہے" فرینکلن کا قول ہے "ہر شخص کو اپنے خاص کام اور پیشہ کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر وہ کامیاب ہو جائے۔ تو اس پر قائم ہو جائے"

ممکن ہے۔ ایک شخص کی طلبی کسی مبارک واقعہ سے ہو جائے مشہور انگریزی ایڈوکیٹ ارسکین چار سال تک بحری فوج میں رہا۔ پھر جلد جلد ترقی ملنے کی امید سے فوج میں داخل ہوا۔ یہاں وہ دو سال سے زائد رہا۔ اس کو کبھی وہم میں نہ گذرا تھا۔ کہ کوئی اور کام اس کے انتظار میں ہے۔ ایک مبارک دن وہ شہر کی ایک عدالت میں حاضر ہوا تھا۔ یہاں اس کی فوج مقیم تھی۔ جج اس کا واقف تھا۔ اس نے ارسکین کو اپنے پاس بٹھایا۔ اور اس نوجوان سے کہا۔ کہ آج جو پلیڈر بار میں ہیں۔ وہ برطانیہ اعظم کے مشہور وکلاء

میں سے ہیں۔ جب ارسکین نے ان کی تقریریں سنیں۔ اس نے دل میں ان جیسے ہونے کی ٹھان لی۔ اس کو خیال تھا۔ کہ وہ ان سب پر سبقت لے جائیگا۔ اس نے ایک لمحہ میں ہی قانون پڑھنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس میں یہ بات سوجھ دھی۔ کہ وہ سب سے بڑھ جائے۔ چنانچہ وہ قوم کے اعظم ترین مقرروں میں شمار ہونے لگا۔

امریکہ کا ایک مشہور سائنس دان جو اس وقت ایک بڑی یونیورسٹی کی رسدگاہ کا مہتمم ہے۔ اس نے علم نجوم کا مطالعہ اس وقت شروع کیا۔ جبکہ وہ بشول ایک فوٹو گرافر کی دکان میں کام کرتا تھا۔ اس کو ایک کتاب دیکھتے ہی یہ شوق پیدا ہوا۔ جو اتفاقاً دکان میں رہ گئی تھی۔ اس کتاب کو نوجوان نے ایسا دلچسپ پایا۔ کہ ساری رات اس کو پڑھتا رہا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ ممکن ہوا۔ تو وہ ستاروں کے عجائبات سے متعلق واقفیت حاصل کرے گا۔ اس نے ایک دوربین خریدی۔ اور رات کے کئی گھنٹے چھت پر ہی صرف کردیتا۔ اور ستاروں کی خوبصورتی کے مزے لوٹتا۔ اپنی کمائی کی بچت سے اس نے ایک بڑی دوربین خریدی۔ اور ایک اعلےٰ دوربین کے لئے خلاڈلفیا لکھا اس بڑی دوربین کی مدد سے اس نے ایک نئی دریافت معلوم کی۔ جس کی بدولت اس نے بڑے بڑے ہیئت دانوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ اس وقت سے پروفیسر ای۔ وی۔ برنرڈ کا نام دنیا کے مشہور سائنس دانوں میں شمار ہونے لگا ہے۔ کیا یہ مبارک موقعہ نہ تھا۔ کہ ایم لوئیس پاسٹر جو پیرس میں نائب مدرس تھا۔ ایک طالبعلم کا شناسا ہوگیا۔ جس نے اس کو اپنی خوردبین سے دیکھنے کی اجازت دے دی۔ اس کے ذریعہ سے ایک نئی دنیا دیکھ کر وہ کچھ وقت کے لئے حیرت انگیز انبساط سے دیوانہ ہوگیا۔ اس نے اس وقت تک صبر

نہ گیا۔ جب تک کہ وہ خوردبین بجز و کل سے کما حقہ طور سے واقف نہ ہو گیا۔ اور اس کے ذریعے سے اس نے حیرت انگیز انکشافات دنیا پر ظاہر کئے۔

علم حشرات الارض کے ایک بڑے ماہر نے اپنی زندگی سکول میں ایک غبی طالب علم کی زندگی سے شروع کی۔ اس کی استانی اسے ابتدائی تعلیم بھی نہ دے سکی۔ مگر ایک دن استانی نے دیکھا۔ کہ ڈسک پر وہ کسی چیز کو نہایت غور سے دیکھ رہا ہے۔ اس نے معلوم کیا۔ کہ وہ ایک مکھی کی حرکات و عادات دیکھ رہا تھا۔ دوسری بار جب اس لڑکے کی سبق سنانے کی باری آئی۔ تو استانی نے لڑکوں سے کہا "تم سب نے ہزارہا مکھیاں دیکھی ہیں۔ اب میں چاہتی ہوں۔ کہ تم میں سے ہر ایک مکھی کے متعلق اپنا تجربہ بیان کرے" اس غبی لڑکے نے نہ صرف مکھیوں کی قسم بتائی۔ بلکہ کھٹملوں کی مختلف اقسام بتائیں۔ اس دن سے استانی نے اس کے مذاق کو بڑھانا شروع کیا۔ اور آخر وہ لڑکا مزید تعلیم کے لئے یورپ کی طرف بھیجا گیا۔ لیپ آگ میں وہ سائینس فیشل کنسرویٹری کا ڈائریکٹر ہو گیا۔ بعد میں اس کا تعلق واشنگٹن کی سمتھونین انسٹی ٹیوشن سے ہو گیا۔ اور اب وہ یورپ کے ایک بڑے دارالسلطنت میں پروفیسر ہے۔ اس استانی نے کیسی دانائی سے اس لڑکے کو اس کی اصلی جگہ بتادی اور کیسی دانائی سے اس نے اس کو تلاش میں مدد دی۔

ملٹ جو فرانس کا مشہور مصور ہے۔ اس کے باپ نے دانائی سے اپنے فرزند کو کہا۔ کہ "کرو۔ جو تم چاہتے ہو۔ اپنے خیال کی پیروی کرو" اس دہقان کے لڑکے ملٹ کو بائبل کی تصویریں دیکھ کر مصوری کا شوق ہوا۔ جہاز کی تصویروں سے اس نے اپنی مصورانہ زندگی

شروع کی۔ انگلیس کے نیلام میں اس تصویر نے ۸ لاکھ فرینک سے زیادہ قیمت پائی۔

میں نے اس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا تھا

ایک بارہ سالہ لڑکے نے جس نے پیانو کو نہایت صفائی سے بجایا۔ پوچھا "ہر کیپل مسٹر! میں راگ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے کس طرح شروع کرنا چاہیئے؟" موزوٹ نے جواب دیا "ہش ہش تم کو انتظار کرنا چاہیئے" لڑکے نے کہا۔ "مگر آپ مجھ سے چھوٹے تھے۔ جب آپ نے شروع کیا تھا" اس بڑے باجہ نواز نے جواب دیا "ہاں میں نے شروع کیا تھا۔ مگر میں اس کے متعلق کبھی کچھ نہیں پوچھا تھا جس شخص میں ایک موجد کی قابلیت ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کیونکہ بغیر اس کے وہ رہ نہیں سکتا۔

موزوٹ فی الحقیقت چھ سال کا تھا۔ کہ وہ راگ کا ماہر بن گیا۔ جب وہ تیرہ سال کا ہوا۔ تو بولوگونا کی فل ہارمونک اکیڈیمی (راگ کا مدرسہ) کا ایک ممبر ہوگیا۔ مگر جب موزوٹ کے بیٹے سے دریافت کیا گیا۔ کہ کیا وہ راگ سے دلچسپی رکھتا ہے۔ تو اس نے پونڈوں کو جھنکار کر کہا "مجھ کو تو یہ راگ مرغوب ہے" وہ ایک ساہوکار تھا۔ نہ کہ راگی ہر شخص کو اپنے میلان طبع کے مطابق کام کرنا چاہیئے۔ اپنے باپ یا دادا کا میلان نہ دیکھنا چاہیئے۔ "پیشہ کے متعلق شروع ہی میں فیصلہ کرلینا جوانی کے دنوں میں عملی زندگی کی سڑک پر گام زن ہونا ہے" جبکہ دل امید سے معمور ہوتا ہے۔ جب نفسانی خواہش زوروں پر ہوتی ہے۔ جوانی کا جوش جوبن پر ہوتا ہے" یہ خیال کرنا جو قدم ہم اٹھائیں گے۔ ہر روز جو کام ہم کریں گے۔ جو ضرب ہم لگائیں گے۔ زندگی کو فراخ

شان دار اور مالا مال کریں گے۔ کامیابی کی سڑک کو مختصر کر دیتے ہیں۔

مطابقت کی طاقت

تجربہ کار کاروباری آدمی نہ صرف زندگی کے ممکن موقعوں کو جو ان کے سامنے موجود ہیں۔ معلوم کرنے اور کوئی موزون کام پسند کرنے اور اس کو فوراً شروع کر دینے کی ہی طاقت رکھتے ہیں۔ بلکہ ان میں مطابقت کی ایک خاص طاقت ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ حالات کے مطابق کارروائی کرنے اور نازک وقت پر نئے موقع سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بہت سے کامیاب اشخاص کی زندگی کے حالات سے میں اس بات کی تشریح کروں گا۔

جارج ایم پل مین نے اپنی زندگی کا کام ایک سٹور کلرک کی حیثیت میں چالیس ڈالر سالانہ تنخواہ پر شروع کیا۔ تین سال تک یہ تنخواہ اور کھانا اس کو ملتا رہا۔ پھر اس نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اور نجاری کا کام شروع کیا۔ پھر اس نے مکانات کے ہٹانے کا کام کرنے کی کوشش کی۔ جب وہ اس کام میں مشغول تھا۔ نیویارک کی گورنمنٹ نے اس کو نہر ایری کے کنارے جو مال گدام تھے۔ ان کو ہٹانے کے کام پر لگایا۔ اور جب یہ کام مکمل ہو گیا۔ وہ شکاگو کی طرف گیا۔ اور وہاں اسی کام پر لگایا گیا۔ نالیاں بنانے کی غرض سے سارے شہر کو آٹھ فٹ بلند کرتا تھا۔ پل مین نے اپنا کام ایسی عمدگی سے کیا۔ کہ فرمائشوں کا تانتا بندھ گیا۔ جب وہ شکاگو کی عمارتوں پر یہ کام کر رہا تھا۔ تو اس نے سونے کی گاڑیوں میں جو ابھی ابھی نیا گو انلٹن ریلوے پر رائج کی گئی تھیں۔ اصلاح کرنے کے لئے نقشے مرتب کئے۔ وہ بیٹھنے اور سونے والی گاڑیوں کی آئندہ حالت کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے

ایک نہایت آرام دہ گاڑی بنانے سے اپنا کام شروع کیا۔ اس گاڑی پر سابقہ گاڑیوں سے چار گنا زیادہ خرچ آیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی ساری ہمت پل مین گاڑیوں کے بنانے میں صرف کی۔ اپنی آخری اور ابتدائی عملی زندگی میں جب اس نے کوئی ایسا نیا موقع دیکھا۔ کہ جس کے ذریعہ سے وہ دولت حاصل کرنے اور اپنے آپ کو زیادہ پُرمنفعت کام میں لگانے کا مقصد حاصل کر سکتا تھا۔ وہ فوراً اپنے آپ کو اس وقت کے حالات کے مطابق کر لیتا تھا۔

سی۔ پی ہنٹنگٹن اعظم ریلوائی (ریلوے مین) ایک کسان کا بیٹا تھا۔ اس نے قسمت کے موقعوں پر لات ماری۔ اور کیلی فورنیا کے ان اضلاع میں جن میں کانیں موجود ہیں۔ گھڑیاں بیچنے لگا۔ اس نے ایک آہنی چیزوں کا گودام قائم کیا۔ ایک ریلوے لائن بنانے میں وہ سٹینفورڈ کے ساتھ شریک ہوا۔ ایک چیز ہمیشہ اس کو دوسری کی طرف متوجہ کرتی تھی۔ یہی بات دوسرے امریکن مالدار لوگوں کی بابت جیسے کہ استور، آرمر وندربیٹ راک فیلر وغیرہ کی نسبت کہی جا سکتی ہے۔

ان سوالات کو حل کرنے کے لئے۔ کہ "زندگی کی میری جگہ کونسی ہے؟ میں اس کو کس طرح حاصل کر سکتا ہوں؟" موزون اور غیر موزون پیشوں کا فیصلہ کرنے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں ہے۔ کہ ہم کسی ایک کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ اک انتظامی قابلیت اور مطابقت کی طاقت درکار ہے۔

باب پنجم

ہمہ تن

گوئٹے کہتا ہے "جہاں تو ہو۔ ہمہ تن وہاں ہو" ایک چیز کو ایک ہی دفعہ کر لینے کا بڑا راز یہ ہے۔ کہ جو چیز ہاتھ میں ہو۔ اس پر بغیر کسی وسواس اور بعد میں بغیر کسی تاسف کے اپنا سارا زور اور ہمت خرچ کرو۔

اپنی ساری قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرو

کاریگی کا قول ہے۔ کہ کاروبار میں نوجوانوں کی ناکامیابی کا ایک بڑا سبب یہ ہے۔ کہ وہ اپنی قوتوں کو ایک جگہ جمع نہیں کرتے" کیا ہر ایک آدمی نے جو بڑا ہو گیا ہے۔ ہر ایک آدمی نے جو کامیاب ہو چکا ہے۔ اپنی قوتوں کی ایک ہی جگہ خاص رخ پر محدود نہیں رکھا ہے یہ بہت سی چیزوں کو بے پرواہی سے کرنے کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ ایک ہی خاص چیز کا مسئلہ ہے۔ جو اس وقت کے حسب حال ہے۔ وہ شخص جو اس مجتمع زمانہ میں اپنی کوششوں کو منتشر کرتا ہے۔ کامیابی کی کوئی اُمید نہیں رکھ سکتا۔ تلون مزاجی ناکامیابی کا سبب ہے۔ خیام خیالی تضیع العزمی کا ابھی انیسویں صدی میں کوئی ٹھکانہ نہیں۔ بے ٹھکانہ محنت کرنا محنت کا ضائع کرنا ہے۔ لوگ مصروف ہو سکتے ہیں مگر اپنی منزل کی طرف آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ایک لڑکے نے اپنے انجن کے کھلونے کی بابت کہا۔ کہ یہ انجن کی طرح پھپ پھپ کرتا ہے۔ سٹیم کار کی طرح سیٹی بجاتا ہے۔ مگر کسی جگہ جاتا نہیں ہے۔

اُس گاۓ کی طرف نگاہ رکھو

کسان نے اپنے نئے مزدور کو کہا۔ کہ "دیکھو اس طرح یہ کام نہ چلے گا۔ ایسی ٹیڑھی قطار میں جو اناج اُگے گا۔ خراب ہو گا۔ کھیت کے پرے کسی چیز پر اپنی نظر جماؤ۔ اور اس کا خیال رکھو۔ پھاٹک کے پاس وہ گائے ٹھیک ہمارے مقابل ہے۔ اپنا ہل چلاؤ۔ اور اس کی طرف نگاہ رکھو۔ اس طرح تم سیدھی قطار بنا سکو گے"۔

اس نے جواب دیا "بہت بہتر جناب"۔

دس منٹ کے بعد جب کسان واپس آیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ تمام کھیت میں پیچدار ہل پھرا ہوا ہے۔ کسان پکارا "دیکھو دیکھو"۔ چھوکرے نے جواب دیا "اور جناب یقین مانئے۔ جو کچھ آپ فرما گئے تھے۔ میں نے اس کے مطابق کیا ہے۔ میں نے گائے کی طرف سیدھا کھینچا۔ مگر وہ ایک جگہ نہیں کھڑی رہتی تھی"۔ بے ٹھکانہ اِدھر اُدھر بھٹکنا بغیر مطلب۔ اور بغیر سوچ بچار کے زندگی کے کام کا انتظام کرنا۔ یہ کیا ہے؟ ناکامیابی کو خود بلا کر گلے لگانا۔

کامیاب اور ناکامیاب اشخاص کے درمیان جو فرق ہے۔ وہ ان کے کام کی مقدار سے نہیں ہے۔ بلکہ عمدہ کام کی مقدار سے ہے۔ وہ لائق شخص جو اپنی تمام قوتوں کو ایک نصب العین پر مجتمع کرتا ہے۔ "دس گنا زیادہ لیاقت رکھنے والے آدمی کی نسبت جو اپنی قوتوں کو منتشر کر دیتا ہے۔ اور نہیں جانتا۔ کہ اس سے آگے کیا کرے۔ زیادہ کام انجام کر لیتا ہے"۔ تمام قوتوں کے مرکز کی جگہ کوئی چیز نہیں چھین سکتی۔ نہ ہی تعلیم۔ نہ ہی ذہانت۔ نہ ہی لیاقت نہ ہی محنت۔ نہ ہی قوت ارادی بے مطلب زندگی ہمیشہ ندامت

مایوسی میں مبتلا رہے گی۔

کینڈر کس طرح کام کرتے ہیں

جیسا کہ ایک بڑے فسانہ نویس نے ہم کو بتایا ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ قسمت چند ایسی کشتیاں لاتی ہے۔ جو چلائی نہیں جاتیں۔ تاہم بہ ہیئتِ مجموعی۔ جو اپنے راستہ میں پس و پیش کرتا ہے۔ انگڑائیاں لیتا ہے۔ کبھی اس طرف جاتا کبھی اس طرف۔ وہ یقیناً اپنی زندگی کا نصف سفر طے کرنے سے پہلے ہی خارج کر دیا جائے گا۔ اگر ہم اس کارخانہ میں جائیں۔ جہاں قطب نما بنایا جاتا ہے۔ تو ہم دیکھیں گے۔ کہ جب مقناطیس کی قوت داخل کر دی جائے۔ اسی وقت سے وہ شمال کی طرف ہو جاتی ہیں۔ اور ہمیشہ قطب کی طرف ہی رہتی ہیں۔ کوئی شخص کسی خاص رخ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنا کوئی نصب العین نہ بنالے۔ بغیر تجویز کے کام کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سمندر میں بغیر قطب نما کے جانا۔ ایک سٹیمر جس کا پتوار ٹوٹ جائے۔ اس کی سٹیم پورے درجہ پر رکھی جا سکتی ہے۔ اور تمام وقت اس کو متحرک رکھا جا سکتا ہے۔ مگر وہ سوائے اتفاق کے کسی بندگاہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جب سمندر صاف ہوتا ہے۔ اور بادِ مراد چلتی ہے۔ کینڈر سیدھا منزل مقصود کی طرف جہاز چلاتے ہیں جب طوفان بپا ہو اور کہر چھا رہی ہو۔ اس وقت بھی وہ اپنا رستہ قائم رکھتے ہیں۔ وہ سمندروں میں ایک بات یعنی منزل مقصود کو ہی مد نظر رکھ کر چلتے ہیں۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کہ کونسا موسم ہے۔ کونسی رکاوٹیں حائل ہیں۔ بندرگاہ میں ان کی آمد کی پیش گوئی چند گھنٹوں میں کی جا سکتی ہے۔ جس جہاز کا منزل مقصود

بوسٹن ہے۔ وہ کبھی نیویارک کا رخ نہ کریگا۔ نوجوان آدمی اپنے آپ کو ایک ہی مقصد کے لئے وقف کر سکتے ہیں۔ مگر کسی پیشہ سے کورانہ محبت ان کو یہ بات ہی نہیں سوجھنے دے گی۔ کہ اور عملی زندگی بھی پسندیدہ ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ جو زندگی میں سخت ناکامیوں کا منہ دیکھتے ہیں۔ وہ ہیں۔ جو بے ٹھکانہ۔ بے پروا۔ متلون مزاج ہیں۔ ان کے کام کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ ان کی کوششیں منتشر ہوتی ہیں۔ اور کوئی سمت یا مطلب نہیں ہوتا۔ ایک شخص جو ایک خاص مقصد سے کام کرتا ہے۔ ہم سے تعریف کراتا ہے۔ جو کام وہ کرتا ہے۔ اس سے اخلاقی عظمت ٹپکتی ہے۔ کیونکہ اس کا ایک نصب العین ایک مرکز اور ایک مقصد ہوتا ہے۔ جو پر تاثیر ہوتا۔ اور اس کے حلقہ اثر کے تمام لوگوں میں سرایت کرتا ہے۔

سپیشلسٹ بننا

پریزیڈنٹ ہیز نے میجر ولیم میکنلی کو جب وہ اوہیو کی طرف سے کانگریس کا ممبر بن کر آیا۔ نصیحت کی "کامیابی اور شہرت حاصل کرنے کے لئے تم کو ایک خاص لائن اختیار کرنی چاہیئے۔ ہر تحریک یا بل (مسودہ قانون) کے پیش ہونے پر تم کو تقریر نہ کرنی چاہیئے۔ تم کو ایک خاص امر کی طرف اپنی توجہ محدود رکھنی چاہیئے۔ ایک سپیشلسٹ (ایک خاص کام کا ماہر) بنو۔ قانون کی کسی شاخ کو پکڑو۔ اور اس کو اپنا سبق بناؤ۔ کیوں نہ تم محصول کے مضمون کو اختیار کرو؟ یہ ایک ایسا مضمون ہے۔ جو کئی سال تک ختم نہ ہو گا۔ اور اس میں مطالعہ کی بڑی گنجائش ہے۔" ان الفاظ سے متاثر ہو کر اوہیو کے کانگریس مین نے محصول کے مضمون کا مطالعہ شروع کیا۔ اور

جلدی ہی وہ اس مضمون کا مبصر بن گیا۔ اور جب اس کا محصول کے متعلق بل ہوس میں پاس ہوا۔ اس کی کانگرسی زندگی کا مہتم بالشان زمانہ شروع ہو گیا۔ جو شخص ایک ہی دھن میں لگا رہے۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کر کے چھوڑے گا۔ اور اس میں لیاقت اور سمجھ ہے۔ تو اس کو کامیابی اعلیٰ پیمانہ پر ہو گی۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ مطابقت کی طاقت زندگی کی رہنمائی کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی سچ ہے۔ کہ جو کرو۔ بقول گوئٹے کے ہمہ تن ہو کر کرو۔ تم کو اس کے لئے سوچنا ہے۔ اس کے لئے نقشہ بنانا ہے۔ اس کے لئے کام کرنا ہے اس کے لئے رہنا ہے۔ پس اپنا دماغ قوت۔ ہمت۔ طاقت۔ دل اور من اس میں لگاؤ۔ کامیابی تمہاری ہاتھ باندھی لونڈی ہو گی۔ اس زمانہ کے کامیاب لوگ وہ ہیں۔ جو عزم بالجزم رکھتے ہیں۔ وہ لوگ ہیں۔ جو ایک ہی دھن میں مست ہیں۔

اس کی مثال دینے کو میں جان ہوپکنز کی زندگی کے حالات بیان کرتا ہوں۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ خدا نے اس کو روپیہ کمانے اور بڑھانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے صندوقوں میں جو زر و جواہر داخل ہوتے تھے۔ ان میں ان سینکڑوں آدمیوں کا کوئی حصّہ نہ تھا جو اس سے قرض یا خیرات لینا چاہتے تھے۔ وہ اس کو کنجوس کمینہ سفلہ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے تھے۔ مگر وہ ان باتوں پر کان ہی نہ دھرتا تھا۔ وہ تو برسوں سے اس دھن میں لگا ہوا تھا۔ کہ کروڑ ہا روپیہ جمع کرے اور آخر جو کچھ اس نے جمع کیا۔ دل کھول کر خیرات کر دیا۔ چالیس لاکھ ڈالر ایک ہسپتال کے لئے تیس لاکھ ایک یونیورسٹی کے لئے۔ اور بیس لاکھ دوسری انسٹی ٹیوشنوں کیلئے دئے۔ یہ کام اس نے اس مقصد کے مطابق کیا جو اس نے عملی زندگی کے آغاز میں اپنا مطمح نظر بنایا تھا۔

اہم مقصد کی تحریک

میں ایک آواز سنتا ہوں۔ جو تم نہیں سُن سکتے۔ وہ آواز کہتی ہے۔ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ میں ایک ہاتھ دیکھتا ہوں۔ جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ وہ ہاتھ مجھ کو جانے کا اشارہ کرتا ہے۔

جب مشہور عالم طبیب جارج الیف شراڈی انیس سال کی عمر کا تھا۔ اس نے اپنے مالدار باپ سے کہا۔ کہ ایام تعطیل میں میں باہر جاکر کچھ روپیہ کمانا چاہتا ہوں۔ بوڑھے باپ نے اس کو روکا۔ ایک دن وہ نوجوان ڈوگلس کی تجارتی ایجنسی میں گیا۔ اور مسٹر ڈوگلس کو کہا۔ کہ "میں کچھ کام کرنا چاہتا ہوں"۔ مسٹر ڈوگلس نے جواب دیا۔ "ہمارے پاس کوئی کام ایسا نہیں۔ جو تم کو دے سکیں"۔ نوجوان شراڈی نے غصہ کے لہجہ میں کہا "نہیں تمہارے پاس کام ہے"۔ اس وقت وہ تصویروں کے خاکے کھینچا کرتا تھا۔ اس نے قلم کی چند ٹھوکروں سے ایک سطح تیار کی۔ اور مسٹر ڈوگلس کو دکھائی۔ اس نے تعجب سے پوچھا "کیا یہ تم نے بنائی ہے"۔ جواب دیا "ہاں میں نے بنائی ہے"۔ مسٹر ڈوگلس نے کہا۔ اچھا ہم تم کو پانچ ڈالر فی ہفتہ دیں گے۔ اور زائد وقت کی اجرت ۲۵ سنٹ فی گھنٹہ کے حساب سے ملے گی"۔ نوجوان شراڈی نے کہا۔ "مجھ کو منظور ہے"۔ مسٹر ڈوگلس نے کہا "کل آؤ"۔ نوجوان نے جواب دیا۔ کہ اگر میں اب ہی کام شروع کردوں۔ تو کیا ہرج ہے "۔ مسٹر ڈوگلس نے کہا "بہت خوب"۔ "مینیجر! اس لڑکے کے لئے [illegible]"

مسٹر ڈوگلس کو جلد معلوم ہوگیا۔ کہ نوجوان شراڈی مختصر نویسی بھی جانتا ہے۔ اور ایک منٹ میں ایک سو ساٹھ الفاظ لکھ لیتا ہے۔ ایک دن اخبار کا مضمون لکھا کر اس نے اس کا امتحان لیا۔ اس

کے بعد اس نے اس کو اپنے پرائیوٹ سکرٹری کا عہدہ پیش کیا۔ نوجوان نے اس عہدہ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ میں ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ مسٹر ڈوگلس نے کہا "تمہارا دماغ تجارت کے لئے بنا ہے۔ تم کبھی ڈاکٹر نہ بن سکو گے"۔ اس سے بیس سال بعد مسٹر ڈوگلس ڈاکٹر شدا اُوہی کے دفتر میں علاج کرانے کی غرض سے آیا۔ منگ کا قول ہے "کامیابی کی کوئی شاہراہ نہیں ہے۔ اس کا راستہ صاف اور مضبوط ارادہ کی وادی میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ عزم، کیریکٹر۔ اخلاق، پوزیشن اور قابلیت کا سنگ بنیاد ہے۔

اصلی قیمت ادا کرنا

"اگر تم کوئی کام ہمہ تن ہو کر کرو گے۔ تو تم اصلی قیمت ادا کرنے سے بہت کچھ فائدہ اُٹھاؤ گے" یہ قیمت کیا ہے؟ دیانت محنت عاقلانہ مشقت۔ زندگی کیا ہے؟ ایک عرصہ محشر۔ ایک عبرانی کہاوت کے مطابق طاقت اس کو جبر سے حاصل کرتی ہے۔ ایک سوداگر نے ایک نوجوان شخص کی بابت جو اس سے کام لینا چاہتا تھا کہا "ہاں میں جانتا ہوں۔ اس کو جگہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس پوزیشن کے قابل ہے۔ اور ایماندار ہے۔ مگر چند ہفتوں سے میں روز اس کو دفتر آتے ہوئے بازار میں آوارہ لوگوں کے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہوں میں ایسے نوجوان کو اپنی ملازمت میں لینا نہیں چاہتا۔ جو بازاروں میں سُست نوجوانوں کی طرح تماکو پی کر میرا نام بدنام کرے۔ اس کو فرصت کے گھنٹوں میں زیادہ متین و سنجیدہ ہونا چاہیئے"۔

جب ہنری وائٹ نے سنڈ ہارسیں گرلی کے ساتھ ٹریبیون کی اڈیٹری کرتا تھا۔ اس کو شروع میں آٹھ ڈالر فی ہفتہ ملتے تھے۔ اس پر بھی وہ

اوسطاً تیرہ یا چودہ گھنٹے روزانہ کام کرتا تھا۔ جب رائے منڈ نیویارک ٹائمز کا اڈیٹر ہوا۔ اس نے پہلے نمبر میں ۱۲ کالم سے زیادہ اپنی قلم کے لکھے ہوئے مضمون درج کئے۔ ڈینیل ویبسٹر کی وفات پر اس نے ۲۱ گھنٹوں میں ایک ہی جگہ بیٹھ کر پندرہ کالم کے نزدیک لکھے۔ لارڈ کیمبل نے اپنا زمانہ طالب علمی میں لکھا۔ کہ کامیابی کا موقع حاصل کرنے کے لئے مجھکو دوسرے لوگوں کی نسبت اپنی محنتوں میں زیادہ محتاط ہونا چاہیئے۔ جب میرے ساتھی تھیٹر میں ہوں مجھے اپنے کمرہ میں موجود ہونا چاہیئے۔ جب وہ سوتے ہوں مجھے پڑھنا چاہیئے۔ جب وہ دیہات میں ہوں مجھے شہر میں ٹھیرنا چاہیئے"۔ مسٹر جسٹس ڈیوڈ ڈڈلی فیلڈ نے کہا "وہ جو اپنے مقابلہ کنندوں سے سویرے اٹھتا ہے۔ اور وہ جو صحت کی حالت میں زیادہ گھنٹے کام کرتا ہے۔ بازی لے جائے گا"۔ نکولا ٹیسلا کا قول ہے "اس دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے ایک شخص کو سخت ترین کام کرنا چاہیئے۔ تم کو دن رات اپنے کام سے کام رکھنا چاہیئے۔ ایک منٹ بھی نہ ٹھیرو۔ کوئی شاہراہ مقرر نہیں ہے۔ سالوں سے میں اسی اصول پر چلتا ہوں"۔ ٹیسلا کی زندگی لیبوریٹری میں مسلسل محنت میں گذری ہے۔ وہ اپنی لیبوریٹری میں تمام دن صبح آٹھ بجے سے رات کے آٹھ بجے تک کام کرتا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنا کھانا بھی وہیں منگا لیتا ہے۔ اور گیارہ بجے تک کام میں مصروف رہتا ہے۔ دو سالوں میں وہ صرف دو دفعہ تھیٹر میں گیا ہے۔ سوشل تقریبوں میں وہ گاہے ماہے شامل ہوتا ہے۔ اس کی زندگی اس لحاظ سے کوئی اچنبھا نہیں ہے۔ کامیاب لوگوں کا اپنے منصوبہ کو جس کے لئے وہ جیتے ہیں۔ پورا کرنے کا یہی دستور رہا ہے۔ ایک خوبصورت تصویر کی طرف اشارہ کر کے ایک نوجوان

مصور نے کہا "کاش میں کمچ پر ایسا نقش و نگار کر سکتا" اس کے استاد نے گھور گھور کر کہا "کمچ پر نقش و نگار! اپنے خیال کو پورا کرنے کے لئے تم کو کمچ پر دس ہزار بار اپنے برش سے کام لینا پڑے گا"!

دنیا بطور انعام

رابرٹسن کا قول ہے "یہ دنیا ان لوگوں کو انعام دی جاتی ہے جو مستعد و سرگرم ہیں۔ کامیابی کی تمہید یہ ہے۔ کہ اپنے پیشے سے محبت کرو۔ بہترین کام تب ہی ہوتا ہے۔ کہ اس سے محبت اور فرائض کو ادا کرنے کا شوق ہو۔ وہ لوگ جو کام کے خاص خاص شعبوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ کیا وہ ان کے ساتھ پر جوش محبت نہ رکھتے تھے؟ کیا جان اسٹور اپنے ہی کھانہ کے کمرہ میں دیوار پر ایک خوبصورت سمور نہیں لٹکائے رکھتا تھا؟ جہاں دوسرے لوگ خوبصورت تصویریں لگاتے ہیں۔ وہ سمور لگاتا تھا۔ موان ہیمن نے کہا ہے۔ کہ "جب تک آدمی میں ولولہ پیدا نہ ہو۔ وہ کچھ بھی نہیں" ہر ایک ایجاد میں ہر ایک تصویر میں ہر ایک سورت میں ہر ایک نظم میں ہر ایک مضمون یا ناول میں کہ جن کی تعریف میں دنیا رطب اللسان ہوتی ہے ایک ولولہ پایا جاتا ہے۔ جوان کا سحر کیا ہے؟ جوانی کی امنگ جوانی تاریکی دیکھتی ہی نہیں۔ وہ ناکامیابی کا نام ہی نہیں جانتی۔ اس کا ایمان ہوتا ہے۔ کہ ہر انسان اپنی آمد کی انتظار ہی میں ہے۔ اور تمام کو اپنے خیال کی تقلید کرنی ہے۔ ایمرسن کا قول ہے۔ جب کوئی شخص دل لگا کر اپنا کام کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ وہ مطمئن اور خوش رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے برعکس

کہتا یا کرتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ کچھ نہیں آئیگا۔ اس بات کا کچھ خیال نہ کرو۔ کہ تمہارا کام کیا ہے۔ اس کو اپنا کام سمجھو۔ خواہ تم ٹھٹھیرے ہو یا واعظ۔ خواہ آہنگر ہو۔ یا پریذیڈنٹ۔ جو کام کرو۔ اس پر اپنی ساری ہمت خرچ کرو۔ ایسا کرنے سے تم اپنے لئے ایک دروازہ کھولوگے جس کے راستہ سے زمین و آسمان اپنی نعمتیں اور برکتیں ایک تار میں تمہارے پاس بھیجیں گے۔

آخر اس نے کھو دیا

وہ کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ اور اس کے ہل کا پھاڑ سونے کی بانڈی سے نصف انچ اوپر رہا۔ اس کی زندگی کا مال دیکھ کر بہت سے لوگوں کی بابت کہا جاسکتا ہے۔ کہ آخر اس نے کھو دیا۔ اپنے پورے ابھار پر ولولہ کیا ہے؟ یہ بے غرضانہ محبت ہے۔ اس چیز کے لئے جو زندگی میں نہیں ہے۔ کیا موقع کا ذکر کرتے ہیں؟ کیا انسان کے لئے جو زندگی کی اعلیٰ برکت ہے۔ موقع نہیں ہے؟ زندگی کیا ہے۔ یہ ایک موقع ہے خدا داد قوتوں کو چمکانے۔ ترقی دینے اور استوار کرنے کا۔ یہ موقع ہے۔ ایک شخص کو اپنے سارے وجود کو یکجہتی اتفاق اور خوبصورتی کی کٹھالی میں ڈھالنے کا کیا خدمت گذاری کا موقع زندگی کا افضل ترین موقع نہیں ہے؟ تمہاری تجارت پیشہ یا کام کچھ ہی ہو۔ اتنا خیال رکھو۔ کہ یہ صاف۔ مفید اور معزز ہو۔ ایسا کام اختیار کرو جس میں ترقی کی گنجائش ہو۔ ایسا پیشہ اختیار کرو۔ جو تم کو بڑھائے اور بلند کرے۔ جو تم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا موقع دے۔ جو تم کو مکمل انسان بنا دے۔ کارلائل کا قول ہے "لے دے کر تیری زندگی یہ ہے۔ کہ تو اس چیز کو تسکین دے۔ جو تیرے اندر ابدی و ازلی ہے" کیا ہر

شخص کو یہ ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ زندگی کے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر چیزوں کو پائیداری اور اغراض کو خود روح کی طرح استواری دے۔ زندگی کی اصلی شان اور عظمت جو خون کو تیز کرتی ہے۔ اور روح کو چمکاتی ہے۔ روٹی کمانے کے مسئلہ سے بالاتر ہے یہ وہ شے ہے۔ جو اس کی سوسائٹی کے ساتھ ہے۔ جو ہمارے اِرد گرد ہے۔ اور ہماری روحانی طاقتوں کی آخری ضروریات سے وابستہ ہے۔ دنیا میں ترقی کرنے کا مطلب صرف روپیہ کمانا نہیں ہے۔ ایک فرانسیسی شاعر کورنیل کہتا ہے۔ کہ جب آسمان اپنے بازو پھیلاتا ہے وہ شخص جو کمزور دل ہے۔ کوئی چیز لینے کا استحقاق نہیں رکھتا۔ یہی نقص ہے۔ جو آسمان کو برکتیں نازل کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور جب یہ برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ ان کو واپس کر دیتا ہے"۔ وکٹر ہگو بھی ایسا ہی کہتا ہے۔ اسی کا قول ہے۔ کہ "بعض وقت آسمان اپنے نصف بازو ہم پر پھیلاتا ہے۔ اور وہ گھڑی ایک مہتم بالشان گھڑی ہے"۔

فی الحقیقت یہ ایک سنہری گھڑی ہوتی ہے۔ جب دل و دماغ فراخ اور ابھارنے والی قوتوں سے تیز ہوں۔ کیا تم اخلاقی وسعت کی خوشی محسوس نہیں کرتے؟ کیا تم میں ارادہ۔ ترقی کی طاقت، اُمنگ مستعدی نہیں ہے؟ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا تمہارے اندر ایک فرشتہ عالیشان زندگی پر فخر کرنے کے لئے باہر نکلنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ علمی اور اخلاقی ہیئت کے ساتھ اس وسیع جدوجہد میں اپنے من بوتہ پر ترقی کرنے کا کیسا عالیشان موقع آج کل کے نوجوانوں کی انتظاری میں کھڑا ہے۔ اس کے لئے روپیہ پیدا کرو۔ اور اس کے لئے زندہ رہو۔ اندھا اور مفلوج ہے۔ وہ جو زمانہ کے غنیمت

وقت کو نہیں دیکھتا۔ اور اس کے حسب حال کام نہیں کرتا۔ اس اخلاقی موقع کو دیکھو۔ اور اس کے مطابق کام کرو۔ جو اس کے دروازہ پر کھٹکھٹا رہا ہے۔ اور اس کی کھڑکی میں سے جھانک رہا ہے۔ جبکہ وہ بازار میں سے گذرتا ہے۔ اس کو جھنجھوڑتا ہے۔ اور اپنے صبح اور شام کے اخبارات میں مفید زندگی کے لئے نئے مواقع اس کو سمجھاتا ہے۔ اخلاقی طور سے درحقیقت وہ اندھا اور ہیجڑا ہے۔ جو دنیا کا مال زرجمع اور ضائع کرتا ہے۔ جو اس درجہ تک نہیں پہنچتا۔ جو خدا وند عز وجل نے اس کو دیا ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کو اٹھانے میں کوئی حصہ لے۔ یہ کیا ہے۔ سنہری گھڑی جو اس شروع صدی میں زندگی کے اخلاقی ممکنات کو قابو کرنے کے لئے مردانہ وار فیصلہ کی انتظاری میں کھڑی رہے۔ یہ کیا ہے؟ موقع کا تاج۔ کہ جس کو دیکھ کر فرشتے بھی حسد سے جلتے ہیں۔

تمام شد

ذخیرہ صنعت و حرفت کامیاب دولتمند بنانیوالی کتابیں حفظ صحت و طب

- ذخیرہ صنعت و حرفت حصہ اول عہ
- ″ ″ حصہ دوم عہ
- ″ ″ حصہ سوم عہ
- ″ ″ حصہ چہارم عہ
- ″ ″ حصہ پنجم عہ
- ″ ″ حصہ ششم عہ
- ″ ″ حصہ ہفتم عہ
- ″ ″ حصہ ہشتم عہ
- چھریاں چاقو بنانا ۸ر
- دباغت مہر
- عملی صابون سازی عہ
- رنگائی چھپائی مہر
- روشنائی ۱۰ر
- آتشبازی ۱۲ر
- سیمنٹ ۸ر
- جلد و آبداری ۸ر
- ہر قسم کے روغن و وارنش ۸ر
- [illegible] لگانا مہر
- [illegible]
- سلسلہ کاشت

- کلاہ مرغی خانہ عہ
- تربیت الدجاج مہر
- موم بتیاں بنانا مہر
- لیکارٹ کا کاریگر مہر
- کلید صنعت حصہ اول عہ
- کاغذ سازی ۸ر
- گنجینہ جواہرات
- آئینہ جواہرات عہ
- خوان یغما ۸ر
- جوجن پرکاش مہر
- رسالہ فوٹوگرافی ۸ر
- ہر قسم کے حلوے اچار چٹنیاں مہر
- بیکری کے سامان [illegible] عہ
- سلطان ۶ر
- حیات النعیم فی ذکر نبی الکریم مہر
- پنجسورہ عہ
- حضرت ابوبکر صدیق عہ

- حضرت عمر ۱۲ر
- تاریخ الجزائر ۸ر
- تاریخ افغانستان ۱۲ر
- حالات ایران ۱۲ر
- سفرنامہ مصر عہ
- قوانین عثمانی عہ
- انگلینڈ و اسلام ۸ر
- فتح الیمن عہ
- اردو ترجمہ کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد عہ
- شرح عقائد نسفی ۱۲ر
- زبدۃ الایمان ۱۲ر
- مذہب اسلام عہ
- معجزات القرآن ۱۰ر
- فتح نبا کے اسلام ۱۲ر
- فیض الرحمن فی تسہیل القرآن عہ
- کشف الستور ۶ر
- رسالہ حل الغناء ۱۰ر
- تاریخ بنی عثمان عہ
- ہندوستان پر حملے عہ

- تاریخ ایران قدیم عہ
- اقوام ترکی ۱۲ر
- یورپ کا کچا چٹھا ۱۲ر
- نامہ خسروان عہ
- سلسلۃ الملوک ۸ر
- روزنامچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ عہ
- سفرنامہ عراق عرب ۱۲ر
- تاریخ دربار لندن عہ
- سیرۃ الشیخ ۸ر
- حیات امیر ۴ر
- خالد بن ولید عہ
- مفتاح الباب عقبیٰ ۱۲ر

عجیب و غریب معلومات

- علم ہپناٹزم مہر
- خط تقدیر ۱۲ر
- نوشتہ تقدیر ۱۲ر
- دنیا کی خفیہ انجمنیں دنیا کے ہر طبقہ و ہر زمانہ کی خفیہ مقبول عجیب و غریب حالات [illegible]

حفظ صحت و طب

مجربات حفظ صحت یعنی وہ قیمتی اور مجرب نسخے جو پیسہ اخبار کے حفظ صحت کے کالموں میں گذشتہ چوتھائی صدی میں شائع ہوئے ہیں آٹھ حصوں میں چھپ گئے ہیں

- مجربات حفظ صحت حصہ اول عہ
- ″ ″ حصہ دوم عہ
- ″ ″ حصہ سوم عہ
- ″ ″ حصہ چہارم عہ
- ″ ″ حصہ پنجم عہ
- ″ ″ حصہ ششم عہ
- ″ ″ حصہ ہفتم عہ
- ″ ″ حصہ ہشتم عہ
- [illegible] فن عطاری ۱۰ر
- ذخیرۃ الاطباء عہ
- قوت سماعت اور کان ۱۰ر
- لکنت اور اسکا علاج ۲ر
- مادر زاد گونگوں اور بہروں کی تعلیم ۱ر
- طب یونانی ۸ر

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور